The Church Irrational

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھادیں۔ ہم تصوروں کو ڈھادیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دھن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔ حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو روبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینسی 37692۔ جوری فروری 1983

ای میل: tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ: www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون: 4237430199۔ فیکس۔ 4237432005

چرچ کی نامعقولیت

جان روبن کے لحاظ سے

مُدون کی اشاعت: یہ مضمون پہلی دفعہ دی چرچ افیمینیٹ اور رادر ہسیز میں شائع ہوا، جو ہن ڈبلیو راہن نے مرتب کیا اور 2001 میں دی ٹرینیٹی فاؤنڈیشن نے شائع کیا۔ ڈاکٹر راہن نے اِس مضمون کے کچھ حصے 2000 کی ایونجلیکل تھیولوجیکل سوسائٹی کی میٹنگ میں پیش کیے۔

بہت سے دیکھنے والوں نے دعویٰ کرنے والے مسیحیوں میں بصیرت کی کمی، ہم عصر مسیحیوں کی سوچ میں ''متناقص'' کے غائب ہونے اور گرجا گھروں کے دُنیوی معاملات پر افسوس کیا ہے۔ کچھ مصنفوں نے زندگیوں کو صاف صاف دیکھنے کی کمی سے کم قدر بنادیا ہے، حتیٰ کے اُن کے اپنے دعوے وقتاً فوقتاً مبالغہ آرائی کا شکار رہے؛ دوسرے دیکھنے والوں نے، زیادہ بائبل کو جاننے والوں نے، مسئلے کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے اور تجویز دی ہے ~~کہ اِس کو کیسے حل کیا جاسکتا ہے۔ بعد کے گروہوں میں آنے والوں میں~~ سے سب سے زیادہ واضح ڈاکٹر جے ای ایڈم ہے، اُس نے وضاحت کیلئے بُلاوا: آج کے چرچوں میں غلط میں سے سچ کا علیحدہ کرنا۔ ڈاکٹر ایڈم نے چار نقطے رکھے جو وہ سمجھتا تھا کہ مسیحیوں کی موجودہ صاف صاف دیکھنے کی کمی میں شامل ہیں:

(1) چرچ کے نظم وضبط کا غائب ہونا

(2) متناقص کو ہٹانے کی مسلسل سوچ

(3) منظم مذہبی تعلیم کی اہمیت کی کمی

(4) عوام الناس کی آزادی

اُس نے لکھا کہ یہ چاروں ''یہ واضح کرنے کیلئے کافی ہیں کہ بہت سے گہرے جُڑے ہوئے نقاط ایک کردار ادا کرتے ہیں۔'' 1

اب، ڈاکٹر آدم کی بہت سی کتابیں پچھلے 30 سال میں کسی مسیحی کی لکھی ہوئی کتابوں میں سے بہت ہیں۔ اُس نے علم النفس اور مشورت میں ''واحد کتاب'' کے اصُول کو لاگو کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم اُس کا مسیحیوں اور گرجا گھروں کی موجودہ جانکاری کی کمی کی وجہ کا جائزہ اُلجھا ہوا نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر ایڈم نے گرجا گھروں کی دُنیاداری کی بنیادی وجہ پر بحث نہیں کی ہے؛ اور آخرکار ایک پڑھنے والا نقطے نمبر 4 کی شمولیت سے حیران ہوتا

ہے، ''عوام الناس کی آزادی''، کیونکہ اس کا جانکاری کی ہم عصر کمی کی وجوہات سے کوئی واسطہ نظر نہیں آتا۔ ''گرجا گھروں سے منسلک تنظیمیں''، جن کو ڈاکٹر ایڈم اور بہت سے دوسرے اچھا نہیں سمجھتے، چرچ کی نسبت مذہبی طور پر زیادہ بُری نہیں ہیں۔ ہر سرگرداں چرچ سے منسلک تنظیم کے نام کو ایک سرگرداں چرچ کے نام سے ملایا جا سکتا ہے۔ مزید ضروری اور مزید بنیادی بات یہ ہے کہ مسیحی چرچ کے نظریے کو تسلیم کرتے بالکل نظر نہیں آتے جو کلیسیائی ہمہ گیریت کی تجویز دیتا ہے۔ رسمی چرچ ایک آزاد اور مسیحی معاشرے میں بہت سے اداروں میں سے صرف ایک ہے: یہاں خاندان، تعلیمی ادارے، کالج، کاروبار، خیراتی ادارے، انجمن، سماجی تنظیمیں، سیاسی پارٹیاں اور حکومت بھی ہے۔ یہ سب چرچ سے منسلک تنظیمیں ہیں اور یہ سب قانونی ہیں۔ اِن میں سے کسی کو بھی قیام اور متوازن ہونے کیلئے رسمی گرجا گھر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ 3 کلیسیائی ہمہ گیریت کی وکالت نہ کرو اُسے نظر انداز کرنے کیلئے جسے ڈاکٹر ایڈم ''بدنظمی'' کہتا ہے۔ دوبارہ یاد کرو

1 جے ای ایڈم ''شعور کیلئے ایک بُلاوا''۔ ووڈرف، ساؤتھ کیرولینا: ٹائم اِن ٹیکسٹ (1987) 1998، 40۔

2 مارٹن اور ڈیڈرے بوبگن نے گرجا گھروں میں بین المذاہب علم النفس اور مشورت دونوں پر بہت ہی تفصیلی اور معقول تنقید پیش کی ہے

3 جب مسیح نے کہا ''میں اپنی عبادت گاہ بناؤں گا اور دوزخ کے دروازے اِس پر غالب نہیں آئیں گے،'' وہ کسی رسمی چرچ کے بارے میں نہیں کہہ رہا تھا۔ گزشتہ دو صدیوں میں ہزاروں گرجا گھروں پر دوزخ کے دروازے غالب رہے ہیں۔ وہ باطل ہو گئے اور بہت سی جگہوں پر غائب ہو گئے۔ وہ گرجا گھر جن کو پولوس نے خط لکھے افسیوں، کرنتھیوں، تسالونیکیوں، رومیوں، غلاطیوں، فیلپیوں، کلسیوں مزید مسیحی گرجا گھر کے طور پر نہ رہے۔ دوزخ کے دروازے میتھوڈسٹ چرچ، دی پریسبیٹیرین چرچ اور لوتھرن چرچ پر غالب رہے۔ مسیح کا گرجا گھر کسی نظر آنے والی تنظیم کے ساتھ نہیں اُلجھا۔

جیسے کہ مارکسز نے مفت منڈی کی ''بدنظمیت'' اور فسطائی نے الیکشن اور پارلیمنٹ کی بدنظمیت کو ڈھونڈا، تو کلیسیائی ہمہ گیریت جیسا کہ رومن کیتھولک چرچ کی سرکار نے چرچ سے منسلک تنظیموں کی بدنظمی کو ڈھونڈا۔ 4

نئے عہد نامے میں کم از کم دو پیراگراف ہیں چرچ سے منسلک تنظیموں کی کسی بھی بحث سے متعلقہ ہیں:

اب یوحنا نے اُسے جواب دیا، یہ کہتے ہوئے کہ ''اے اُستاد ہم نے ایک کو تیرے نام سے بدرُوحوں کو نکالتے دیکھا اور وہ ہمارا پیرو نہیں اور ہم نے اُسے منع کیا کیونکہ وہ ہمارا پیرو نہیں۔''

تب یسوع نے کہا اُسے منع نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو میرے نام پر معجزہ کرے اور جلد مجھے بُرا کہہ سکے۔ کیونکہ جو ہمارے خلاف نہیں وہ ہماری طرف ہے۔'' (مرقس 40-9:38)

اور خداوند میں جو بھائی ہیں اُن میں سے اکثر میری زنجیروں کے سبب سے دلیر ہو کر بے خوف خدا کا کلام سُنانے کی زیادہ جُرات کرتے ہیں۔ بعض تو ~~حسد اور جھگڑے کی وجہ سے مسیح کی منادی کرتے ہیں۔ مگر بعض~~ نیک نیتی سے۔ یہ تو یہ جان کر کہ میں انجیل کی جواب دہی کے واسطے مُقید ہوں۔ مُحبت کی وجہ سے۔ مگر دوسرے تفرقہ کی وجہ سے مسیح کی مُنادی کرتے ہیں نہ کہ صاف دِلی سے بلکہ میری زنجیروں پر اور رنج بڑھائیں۔ پس کیا ہُوا؟ پھر بھی ہر طرح سے مسیح ہی کی خبر دی جاتی ہے خواہ بہانے سے خواہ سچائی سے۔ تو میں اس میں خُوش ہُوں اور رہُوں گا بھی۔ (فیلپیوں 18-1:14)

پہلے پیرا میں جو مرقس کی انجیل سے لیا گیا، مسیح نے یہ واضح کیا کہ رسمی رابطے نسبتاً غیر ضروری ہیں۔ جو ضروری ہے وہ یہ کہ کس کے نام پر کام کیا گیا ہے۔ اُس نے شاگردوں کو ان چرچ سے منسلکہ سرگرمیوں میں مداخلت سے منع کیا ہے۔ فیلپیوں سے لیا گیا دوسرا پیراگراف ہم مطلع کرتا ہے کہ انجیل کی منادی کیلئے ترغیب پولوس کیلئے نسبتاً غیر اہم ہے۔ . . . حتیٰ کہ اگر انجیل خُودغرض جذبات کی، ایک گنہگار ترغیب کی مُنادی کرے تو پولوس خُوش ہوتا ہے۔ پس نہ ہی تنظیمی رابطے نہ ہی ترغیبیں مرکزی موضوع ہیں؛ اہم بات دی گئی تعلیم ہے۔ چرچ سے منسلکہ تنظیموں کا معاملہ ایک ریڈ

ہیرنگ مچھلی ہے۔ اگر گرجا گھر انجیل کو نہ پھیلائیں، تو خدا پہاڑوں سے مُنادی کروالے گا۔ اہم سوال یہ ہے: کیا مُنادی کی جارہی ہے؟ پولوس اور مسیح نے حکم دیا کہ انجیل کی منادی کی جائے، اور وہ خُوش ہوئے جب اِس کی مُنادی کی گئی، حتیٰ کہ اُن آدمیوں کی طرف سے جو شاگردوں میں سے نہیں یا اُن آدمیوں کی طرف سے جو گنہگار محرک پر عمل کرتے ہیں۔ نہ ہی یسوع نے اور نہ ہی پولوس نے تنقید کی یا اِس ابتدائی چرچ سے منسلکہ سرگرمی کو روکنے کی کوشش کی۔ بلکہ وہ خُوش ہوئے۔ اُن کی توجہ عقیدے اور اِس کی تبلیغ پر تھی۔

گرجا گھر اور گرجا گھروں دونوں کی بہتری کو، عقیدے کو اور عام مسیحیوں کے عقیدے کو جانچنے کے حق کی اہمیت کو لوتھر سمجھتا تھا۔ اُس نے لکھا:

ایک بار جب عقیدے کو جانچنے کا حق سُننے والوں سے دُور لے جایا جائے، کیا کر سکتا ہے یا اُستاد شاید پھر بھی جُرت نہیں کرتا (اگر یہ ممکن ہوتا) تو وہ شیطان سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا؟ بالعکس، اگر عقیدے کو جانچنے کی اجازت دی جاتی، بجا، حکم ہوتا، تو اُستاد کیا جُرت کرتا پھر بھی وہ آسمان کے ایک فرشتے سے زیادہ ہوتا۔۔۔؟ درحقیقت ساری پاپائیت کی طرف سے کچھ نہ آتا اگر یہ فیصلہ سازی (سُننے والوں کی طرف سے) قاوٗمیں ہوتی۔ اِس لئے (پوپ اور مجلس) نے اپنے دفتر کے واحد حق کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی بہت زیادہ فائدے کی صلاح رکھی۔

چرچ کے اہلکاروں کی بالادستی کو بلند کرنے کی غلطی نہ کی جائے اُس محدود مُنادی کی بالادستی سے جو انجیل میں دی گئی ہے کیونکہ مسیحت ہر طرف ٹوٹ پھوٹ اور بگاڑ کا شکار ہے۔ یہ وہ غلطی ہے جو رسمی چرچوں نے پہلی صدی میں کی جب اُنہوں نے اُسقفی دلائل کو مان لیا اور پھر پاپائے روم کے چرچوں کی حکمرانی کے دعوے کو۔

دوسرے تینوں نقاط جو ڈاکٹر ایڈم نے بیان کیے وہ آج کے چرچوں میں شعور کی کمی کو موضوع سے کافی تعلق رکھتے ہیں، بلکہ وہ ہماری موجودہ ناخُوشگوار صُورتِ حال کی تفصیل پیش کرنے کی بجائے وہ اثرات ہیں جن کو خُود بھی تشریح کرنے کی ضرورت ہے: کیوں چرچ کا نظم وضبط حقیقی طور پر غائب ہوگیا ہے؟ کیوں ہر کوئی ''مسلسل'' سوچنے پر مائل ہے؟ کیوں مدرسوں اور چرچوں میں مذہبی تعلیم کا نظام کم اہمیت کا حامل ہے؟ اگر ہم اُن سوالوں کا جواب صحیح طور دے سکیں تو پھر ہم چرچوں میں شعور کی کمی کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ درحقیقت کوئی ڈاکٹر ایڈم کے سارے جائزے کو اپنے سر پر شاید موڑ سکتا ہے اور دلیل دے سکتا ہے کہ یہ شعور کی کمی ہے جو چرچ کے نظم وضبط

4 بدنظمی کا لفظ استعمال کرنے سے ڈاکٹر ایڈم رومیوں کے پھندے میں آ گئے ہیں۔ اِس کا متبادل عوام پر بدنظمی یا ظُلم نہیں ہے (اور مُجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر ایڈم ظلم کی حمایت نہیں کر رہا؛ وہ صرف چرچ سے منسلکہ تنظیموں کی مذمت کر رہا ہے)؛ بائبل کا نمونہ عوام کی تعلیم اُن کے چُنے گئے اساتذہ سے ہے، جن کا عوام کو تعلیم دینا کا ہمیشہ حق ہے اور جانچنے کی ذمہ داری ہے۔ جب چرچ سے منسلکہ تنظیمیں نہیں ہوتی تھیں، کیونکہ چرچ ایک ہمہ گیر ریت ادارہ تھا جو نہ صرف شہری حکومتیں، جماعت اور خاندان بناتا تھا بلکہ نجات پر اجارہ داری کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔ تب چرچ کے اہلکاروں اور عبادت گزاروں دونوں میں آج سے کہیں کم شعور تھا۔ رسمی چرچ اپنی قیادت ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف اُن میں شعور پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھیں، باب 26، وار اگینسٹ دی آئیڈولز بائے کارلوس ایم این آیرے۔ یقیناً رومن چرچ کی سرکار، تمام غیر رومی چرچوں کے ساتھ ساتھ چرچ سے منسلکہ کو بدنظم قرار دیتے ہیں۔

---

5 لوتھر کیا کہتا ہے، پلاس، مدوّن، 1234۔

کے غائب ہونے اور مذہبی تعلیم کے نظام پر ہم عصر غیر قدری کی وضاحت کرتی ہے۔ ڈاکٹر ایڈم نے ہماری توجہ چرچ کے اندر کے بہت سے رجحانات کی طرف کروائی ہے، لیکن وہ اِن میں سے کسی بھی وجہ کی وضاحت کرتا نظر نہیں آیا۔ اور وہ اُن سب میں سے اچھا ماہر مذہبی تعلیم ہے جنھوں نے عبادت گزاروں میں شعور کی کمی پر بحث کی ہے۔

شعور کی تعریف

یہ عقلمندی ہوگی کہ شعور کی بحث میں بہت دور نکل جانے سے پہلے ہم اپنے کلمات کی تعریف کرلیں۔ 6 آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق ،شعور حاصل کرنا'' ہے

علیحدہ کرنا (چیزوں کو یا ایک چیز کو دوسری سے)؛ فرق کرنا اور تقسیم کرنا۔۔۔ پہچان کرنا جیسا کہ الگ ہے، فرق ہے یا عقلی طور پر علیحدہ ہے (ایک چیز دوسری سے)۔۔۔ درمیان فرق جاننا۔۔۔ امتیاز کرنا یا درمیان فرق کرنا۔۔۔ امتیاز کرنا (ایک چیز یا نقطہ کو) عقل سے۔

''شعور'' ''عقل سے جاننے اور پہچاننے کا عمل'' ہے؛ منطقی ادراک یا سمجھ بوجھ۔۔۔ فرق کرنا، فیصلہ کرنا، منطقی ادراک کا شوق؛ تفوق؛ بصیرت۔۔۔ ''انجیل میں استعمال کیے گئے عبرانی الفاظ، نکر اور رشما کا مطلب ہے ''چھانٹی کرنا'' اور ''جاننا''۔ یونانی الفاظ انا کرینو اور ڈیا کرینو کا مطلب ہے ''مکمل طور پر علیحدہ کرنا''، ''فرق کرنا''۔ آرنڈٹ اور گنگرچ نے اِن معنوں کو فیصلے کے لئے لکھا (کرینو): ''علیحدہ کرنا، امتیاز کرنا، سوچنا، توجہ کرنا، فیصلہ کرنا، عدالت کے سامنے مجبور کرنا، مذمت کرنا، انصاف کا انتظام، اِس کو دیکھنا کہ انصاف ہوا، فیصلہ لاگو کیا، تنقید کی، یا قصور ڈھونڈا۔'' یہ تعریفیں بتاتی ہیں کہ شعور اور فیصلہ سازی کتنا گہرا تعلق رکھتے ہیں اور اِس لئے ہمیں آج کی شعور کی کمی کی نزدیک ترین وجہ کا کھوج دیتے ہیں۔

شعور کی کمی کی پہلی وجہ

بائبل نے اِس سوال کے بہت سے جواب دیئے ہیں: کیوں لوگوں کے پاس شعور کی کمی ہے؟ بنیادی جواب، خُدا کی سوچ، ایک غیر مقبول اور غیر نامزد جواب ہے، اور جدید انسان اِس کو نہیں سُنتے۔ بے دین یونانی اور رومی اِس جیسے کئی مثالیں رکھتے ہیں: دیوتا جس کو تباہ کرنا چاہے گا، پہلے اُسے پاگل کرے گا۔'' 7 پبلک سیریئس (42 قبل مسیح) نے لکھا: ''جس کی قسمت تباہ کرنی چاہتی ہے وہ اُسے پہلے پاگل کرتی ہے۔'' لیکرگس (820 قبل مسیح) نے لکھا: جب اِنسان پر دیوتا کو قہر نازل ہوتا ہے/سب سے پہلے وہ اُس کے دماغ سے عقل کو نکالتا ہے۔'' ستارھویں صدی میں انگریزی شاعر جوہن ڈرایڈن نے ''دی ہند اینڈ دی پینتھر'' (1687) میں اِن مثالوں کو اجاگر کیا: ''اُن کیلئے جن کیلئے خُدا نے تباہی تیار کی/وہ قسمت کیلئے موزوں ہے، اور پہلے اُن کے دماغ تباہ کرتا ہے۔'' اِن کہاوتوں میں سے یہ غیر مذہبی معنی نکال دینے سے ہم ایک خُوشگوار مذہبی تعلیم تک پہنچتے ہیں: ''جس کو خُدا تباہ کرنا چاہتا ہے پہلے اُسے بیوقوف کر دیتا ہے''۔ یا اگر دوسری طرح بیان کریں تو، ''جس کو خُدا تباہ کرنا چاہتا ہے، پہلے اُسے بے شعور کر دیتا ہے۔'' یہ بالکل وہی ہے جیسے رومیوں 1 تعلیم دیتا ہے:

وہ کُچھ عذر نہیں کر سکتے، کیونکہ، اُنہوں نے اگرچہ خُدا کو پہچانا تو بھی خُدا کے لائق اُس کی تمجید اور شکر گزاری نہ کی بلکہ اپنے باطل خیالات میں پڑ گئے اور اُنکے بے فہم قلوب پر تاریکی چھا گئی۔ اور وہ اپنے آپ کو دانا ٹھہرا کر نادان ہو گئے۔ اور چونکہ اُنہوں نے خُدا کو جلال کو اپنے دماغ میں نہیں رکھنا چاہا، تو خُدا اُنہیں ناپاکی کے حوالے کر دے گا۔۔۔ لاشعوری۔۔

پولوس نے تسالونیکیوں کو لکھتے ہوئے خبردار کیا:

اُس کی آمد شیطان کی تاثیر کے مُوافق ہوگی یعنی ہر طرح کی جھوٹی قُدرت اور کرشموں اور اچنبوں کے ساتھ۔ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے شرارت کی ہر طرح کی دغابازی کے ساتھ۔ اِس واسطے کہ اُنہوں نے سچائی کی محبت کو اختیار نہ کیا جس سے اُن کی نجات ہوتی۔ اِس سبب سے خُدا اُن کے پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بھیجے گا تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں۔ تاکہ جتنے سچائی پر اِیمان نہیں لائے بلکہ ناراستی سے راضی ہیں وہ سب مُجرم ٹھہریں۔ (2 تسالونیکیوں 2:9-12)

بائبل کا مستقل پیغام یہ ہے کہ خُدا اُن کو علم اور سمجھ دیتا ہے جو نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ اور اُن سے علم اور سمجھ لے لیتا ہے جن کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اِن آیات پر توجہ کریں:

"سو تُو ان سے کہے گا۔ خداوند یُوں فرماتا ہے۔ دیکھ میں اِس مُلک کے سب باشندوں اور اُن بادشاہوں کو جو داؤد کے تخت پر بیٹھتے ہیں اور کاہنوں اور نبیوں اور یروشلیم کے تمام رہنے والوں کو بدمستی سے بھر دوں گا۔ اور میں اُن کو کیا باپ کیا بیٹا سب کے سب ایک دوسرے پر دے ماروں گا۔ (خداوند فرماتا ہے) اور میں شفقت نہ کرونگا اور ترس نہ کھاؤں گا۔ اور اُن کے ہلاک کرنے میں رحم نہ کروں گا۔" (یرمیاہ 14-13:13)

حکمت اور قدرت خدا کی ہیں۔ اور مصلحت اور عقل اسی کی ہیں۔ دیکھ وہ ڈھا دیتا ہے۔ تو بنتا نہیں وہ آدمی کو بند کر دیتا ہے۔ تو پھر کھلتا

یہ دکھانے کیلئے کہ شعور کی کیا کمی آج کل غالب آئی ہوئی ہے اِس مصنف کو اب ایک مسلمہ مسیحی نے ملامت کی ہے جس نے "سقراطی مغالطہ آرائی" کی کلمے کی واضح تعریف کیلئے اُس کا ساتھ مانگا۔ آپ اگر گمراہ ہونے کے الفاظ کی تعریف کریں تو اِس کا کافی کام ہو جائے گا۔

7 یہ الفاظ ہنری وڈز ورتھ لونگ فیلوز 1875 کی طرف سے ہیں "دی ماسک آف پنڈورا"۔ نامعلوم لاطینی مسودہ "کوئس (یا کوئم) ڈیوس والٹ پرڈیرے پریس ڈیمینٹیٹ۔"

نہیں۔ وہ پانی کو روکتا ہے تو سب کچھ سُوکھ جاتا ہے۔ وہ اسے چھوڑ دیتا ہے تو وہ زمین کو تباہ کر دیتا ہے۔ قوت اور دانش اسکے ساتھ ہیں۔ فریب کھایا ہوا اور فریب دینے والا دونوں اُسی کے ہیں۔ وہ مشیروں کو برہنہ پا لے جاتا ہے۔ اور حاکموں کو بے وقوف بنا دیتا ہے۔ وہ بادشاہوں کے کمر بند کھول ڈالتا ہے۔ اور اُن کی کمروں پر پٹکے باندھتا ہے۔ وہ کاہنوں کو برہنہ پا لے جاتا ہے۔ اور زبردستوں کو الٹا دیتا ہے وہ معتبر لوگوں کی زبان بدل ڈالتا ہے۔ وہ بوڑھے آدمیوں کی عقل چھین لیتا ہے وہ امیروں پر ذلت ڈالتا ہے اور طاقتوروں کے کمر بند ڈھیلے کر دیتا ہے۔ وہ تاریکی میں سے اُس کی گہرائیوں کو آشکار کرتا ہے۔ اور موت کے سائے کو روشنی میں لاتا ہے وہ قوموں کو بڑھاتا ہے۔ پھر اُن کو ہلاک کر دیتا ہے۔ وہ اُمتوں کو پھیلاتا۔ پھر اُنہیں مٹا دیتا ہے۔ وہ زمین کے لوگوں کے حاکموں کی عقل لے لیتا ہے۔ اور بے راہ بیابان میں اُن کو بھٹکا دیتا ہے۔ وہ اندھیرے میں روشنی کے بغیر ٹٹولتے پھرتے ہیں۔ اور اُنکو متوالے کی طرح لڑکھڑانے والے بنا دیتا ہے۔ (ایُوب 25-13:12)

تُو نے اُنکے دِلوں کو دانش سے محروم کیا ہے۔۔۔ (ایُوب 4:17)

یہ سب کچھ نبوکدنضر بادشاہ پر واقع ہُوا۔ بارہ مہینے گزرنے کے بعد وہ بابل کے شاہی قصر پر ٹہل رہا تھا۔ تو بادشاہ نے پکار کر کہا کہ کیا یہ وہ بابل عظمیٰ نہیں جس کو میں نے اپنی قوت کی توانائی سے اِس لئے تعمیر کیا ہے کہ دارالسلطنت ہو اور میری شان و شوکت کا نظیر ہو۔

بادشاہ یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے نبوکدنضر بادشاہ تُجھ سے یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت تُجھ سے جاتی رہی ہے۔ تو آدمیوں کے درمیان سے نکالا جا رہا ہے۔ تُو میدان کے چرندوں کے ساتھ رہیگا۔ اور بیل کی طرح گھاس چرا کریگا اس وقت تک کہ تُو جان لے کہ حق تعالیٰ ہی آدمیوں کی مملکت پر حکمران ہے اور جس کو چاہے اُسی کو اُسے دیتا ہے۔ اور سات زمانے تُجھ پر سے گزر جائیں گے۔

اور اُسی دم یہ بات نبوکدنضر پر پوری ہو گئی۔ وہ آدمیوں کے درمیان سے نکال دیا گیا اور وہ بیل کی طرح گھاس چرتا رہا اور اُس کا بدن فلک کی شبنم سے تر ہوا یہاں تک کہ اُس کے بال عقاب کے پروں کی مانند اور اُس کے ناخن پرندوں کے چنگل کی طرح بڑھ گئے۔

اور اِن ایام کے گزرنے کے بعد میں نبوکدنضر نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور میری عقل مُجھ میں پھر آئی اور میں نے حق تعالیٰ کو مبارک کہا۔ اور حی القیوم کی حمد و توصیف کی کہ: اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور اُس کی مملکت پُشت در پُشت قائم ہے۔ زمین کے باشندے سب کے سب ہیچ ہیں وہ آسمانی لشکر سے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے ایسا کوئی نہیں جو اُس کا ہاتھ روک سکے یا اُس سے کہے کہ "تُو کیا کرتا ہے؟"

اُسی وقت میری عقل مُجھ میں پھر آ گئی۔۔۔ (دانیال 36-28:4)

یہ پیرے صاف ظاہر کرتے ہیں کہ شعور ایک عقلی عمل، اور یہ کہ خدا تمام انسانوں کے دماغ کو قابو کرتا ہے، سمجھ اور شعور عطا کرتا ہے جن کی وہ

حمایت کرتا ہے، اور اُن سے عقل اور شعور واپس لے لیتا ہے جن کو وہ سزا دینا چاہتا ہے۔

امثال میں، یہ انسان ہے جو سمجھتا ہے، انسان ہے جو عقل رکھتا ہے، جو زندہ اور خوشحال رہتا ہے؛ وہ انسان جو نہیں سمجھتا، بیوقوف ہے، وہ تباہ ہوتا ہے۔ خُدا اُن کے دماغ کا لاچار کر دیتا ہے، اُن کو بے شعور کر دیتا ہے اِس طرح کہ وہ غلط میں سے صحیح اور سچ میں سے غلط کو نہیں بتا سکتے۔ شعور صحیح طور پر انصاف کرنے کیلئے ایک منطقی قابلیت ہے۔ انصاف کرنا کسی خاص شے (شخص، گروہ، واقع، یا تصور) کا ایک عام اصول اور معیار کے مطابق حساب لگانے کے مترادف ہے۔ جن کو خُدا نجات دینا چاہتا ہے اُن کو روشنی عطا کرتا ہے؛ جن کو سزا دینا چاہتا ہے، اُن کو اُلجھن کا شکار کرتا ہے۔

ایک قطعہ جو یہ دیکھائے کہ حقیقی روشنی خُدا سے ہے افسیوں 1:15-18 ہے:

اِس واسطے میں بھی۔۔۔ اپنی دعاؤں میں تمہیں یاد کر کے تُمہاری بابت شُکر کرنے سے باز نہں آتا۔ کہ ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کا خُدا جو جلالی باپ ہے تُمہیں حِکمت اور مُکاشفہ کی رُوح بخشے تا کہ تُم اس کو پہچان لو۔ اور تُمہارے دِل کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ تا کہ تُم سمجھ لو۔۔۔

ایک اور افسیوں 4: 17-23 ہے:

اِس لئے میں یہ کہتا ہوں اور خُداوند کے حضور منت کرتا ہوں کہ تُم آگے کو ایسی چال نہ چلو جیسی غیر قومیں اپنی باطل عقل کے مُوافق چلتی ہیں۔ کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے اور وہ اُس جہالت کے سبب سے جو اُن کے دِل کی سختی کے باعث اُن میں ہے خُدا کی حیات سے جُدا ہیں۔۔۔ مگر تُم نے مسیح کی ایسی تعلیم نہیں پائی۔ بلکہ تُم نے اُس کی حقیقی تعلیم کے مطابق ضرور اُس کی سُنی ہو گی اور اُس میں یہ تعلیم پائی ہو گی، جیسا کہ حقیقت مسیح میں ہے؛ کہ تُم۔۔۔ اپنی عقل کی نسبتاً یا بنا چاہیئے۔۔۔

یہ تعلیم یہ یہ یہ یہ علم، عقل، شعور خُدا سے ہے، . . . انجیل کی بہت سی آیات میں دوہرایا گیا ہے۔ اِن میں سے چند یہ ہیں:

غرض اِنسان میں رُوح ہے۔ اور قادِرِ مُطلق کا دم اُس کو فہمید دیتا ہے۔ (ایُوب 32:8)

کِس نے باطن میں حِکمت ڈالی ہے۔ یا کِس نے عقل کو فہم بخشا ہے؟ (ایُوب 38:36)

پس تُو اپنے بندے (سُلیمان) کو فہیم دِل عنایت کر۔ تا کہ وہ تیری قوم کے درمیان اِنصاف کرے۔ اور نیکی اور بدی کے درمیان اِمتیاز کرے۔۔۔

چُونکہ تُو (سُلیمان) نے یہ چیز مانگی۔۔۔ عقلمندی مانگی تا کہ اِنصاف کرنے میں اِمتیاز کرے، پس دیکھ میں نے تیری بات کے مطابق کیا؛ دیکھ میں نے تُجھ کو دانشمند فہیم دِل دیا۔۔۔ (1 سلاطین 3:9، 11-12)

اَے میرے بیٹے! اگر تُو میری باتوں کو قبول کرے۔ اور میرے حکموں کو اپنے پاس محفُوظ رکھے۔ ایسا کہ تُو حِکمت کی طرف کان لگائے۔ اور تیرا دِل فہمید کی طرف مائل ہو۔ ہاں ایسا کہ تُو دانش کو پُکارے اور فہمید کی طرف اپنی آواز اُٹھائے۔ اگر تُو اُس کی چاندی کی طرح ڈھونڈے اور پوشیدہ خزانوں کی مانند اُس کی تلاش کرے۔ تو تُو خُداوند کے خَوف کو سمجھے گا اور خُدا کی معرفت کو حاصل کرے گا۔ کیونکہ خُداوند حِکمت بخشتا ہے اور اُس کے منہ سے علم و فہم نکلتا ہے۔ (امثال 2: 1-6)

اور اِنسان کی حِکمت کے سکھائے ہوئے نہیں بلکہ رُوح کے سکھائے ہوئے الفاظ سے رُوحانی باتوں کا رُوحانی باتوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ مگر نفسانی اِنسان رُوح خُدا کی باتوں کو قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے نزدیک حماقت ہیں اور نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ رُوحانی طور پر دریافت کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ جو رُوحانی ہے سب باتوں کو دریافت کر لیتا ہے مگر آپ کسی سے دریافت نہیں کیا جاتا۔ (1 کرنتھیوں 2:13-15)

انجیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سارا علم، عقل اور شعور واحد خُدا سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ خُدا ہی ہے جو علم، عقل اور شعور کو لوگوں سے واپس لے لیتا ہے۔ خُدا انسانوں کے دِلوں کو تاریک اور سخت کر دیتا ہے؛ وہ اُن کا علم اور عقل لے لیتا ہے اور فریبی اور جھوٹے جذبات انسان کو

دے دیتا ہے؛ وہ اُن کی صحیح فیصلہ کرنے کی قابلیت کو کم کرتا ہے، محض اُن کی نہیں جن کو وہ ہمیشہ کیلئے تباہ کرنا چاہتا، بلکہ اُن کی بھی جن کو عارضی طور پر تباہ کرنا چاہتا ہے:

تو میکایاہ نے کہا خُداوند کا کلام سُن۔ میں نے خُداوند کو اُس کے تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور سارا آسمانی لشکر اُس کے دہنے ہاتھ اور اُس کے بائیں کھڑا تھا۔

اور خُداوند نے کہا کہ اخی اب کو کون بہکائے گا؟ تا کہ وہ چڑھائی کرے۔ اور راموت جلعاد میں گرے۔ تو کسی نے کُچھ کہا اور کسی نے کُچھ۔

تب ایک رُوح نکلی اور خُداوند کے سامنے کھڑی ہُوئی اور کہا۔ "میں اُس کو بہکاؤں گی۔" تو خُداوند نے اُس سے کہا۔ کس طرح؟'

"اُس نے کہا میں روانہ ہوں گی اور اُس کے سب نبیوں کے مُنہ میں جھُوٹی رُوح بنُوں گی۔"

"تو خُداوند نے کہا۔ تُو اُس کو بہکائے گی۔ اور غالب آئیگی۔ پس روانہ ہو۔ اور ایسا ہی کر۔"

"اور اب خُداوند نے تیرے اِن سب نبیوں کے مُنہ میں جھُوٹی رُوح ڈالی ہے۔ اور خُداوند نے تیرے خلاف بدی کا حکم دیا ہے۔" (1 سلاطین 22:19-23)

کچھ لوگوں کے ساتھ، جیسے کہ نبُوکدنضر اور آسیب زدہ، جن کا علم اور عقل خُدا نے لے لی اور ان کی سمجھ اور شعور کی بحالی اچانک ہوئی: "پھر وہ یسُوع کے پاس آئے اور اُس آسیب زدہ کو جس میں وہ لشکر تھا۔ بیٹھا اور کپڑے پہنے اور ہوش میں دیکھا" (مرقس 5:15؛ لوقا 8:35)۔ اِن معاملات میں خُدا نے اچانک عمل کیا، ایک ہی لمحے میں ذہنوں کو تاریک اور منور کیا۔ لیکن عمل کرنے کا عام طریقہ کار ان لوگوں کے ذہنوں کو آہستگی کے ساتھ تاریک کرنا ہے جن کو وہ ذلیل اور تباہ کرنا چاہتا ہے، اور آہستگی کے ساتھ ہی (اچانک بدلاؤ کے بعد نو پیدائش/ دوبارہ زندہ کرنا) اُن کے ذہنوں کو منور کرتا ہے جن کو بخشنا چاہتا ہے۔ وہ ذہنوں کو معروضی اور موضوعی دونوں طرح تاریک کرتا ہے۔ معروضی طور پر وہ خُدا کے کلام کی مُنادی اور سُننے کا کال بھیجتا ہے۔

"دیکھ وہ دِن آتے ہیں" (مالک خُداوند کا فرمان ہے) "جن میں مَیں اِس مُلک پر کال لاؤنگا۔ وہ روٹی کا کال نہ ہوگا۔ تب وہ سُمندر سے سُمندر تک اور شمال سے مشرق تک ڈگمگاتے پھرینگے اور خُداوند کے کلمہ کی تلاش میں گھومیں گے پر نہ پائینگے۔" (عامُوس 8:11-12)

وہ آہستہ آہستہ ذہنوں کو تاریک کر دے گا، نہ صرف علیحدہ کئے ہوئے انسانوں کے بلکہ سارے معاشرے کا بھی؛ وہ اپنے کلام کو تاریک فرمان اور تمثیلوں میں چھپا لے گا،

تب شاگردوں نے پاس آ کر اُس سے کہا۔ "تُو اُن سے تمثیلوں میں کیوں کلام کرتا ہے؟"

اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ "آسمان کی بادشاہی کے بھیدوں کی معرفت تمہیں بخشی گئی ہے لیکن اُنہیں نہیں بخشی گئی۔ کیونکہ جس کے پاس ہے اُسے دیا جائے گا اور اُس کے پاس افراط سے ہوگا مگر جسکے پاس نہیں ہے اُس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اُس کے پاس ہے۔۔ مَیں اُن سے اِس لئے تمثیلوں میں بات کرتا ہوں کیونکہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے اور نہیں سمجھتے۔ اور اُن ہی میں یسعیاہ کی نبُوت پُوری ہوتی ہے کہ تُم

8 یونانی لفظ کا مطلب ہے راز، نہ کہ اُلٹی بات یا تضادات۔

سُنتے ہوئے سُنو گے پر ہرگز نہ سمجھو گے۔ اور دیکھتے ہوئے دیکھو گے پر ہرگز نہ پہچانو گے کیونکہ اِس قوم کا دِل شحیم ہو گیا۔ اور وہ کانوں سے اونچا سُنتے ہیں۔ اور اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے پہچانیں یا کانوں سے سُنیں اور دِل سے سمجھ کر رجُوع لائیں۔ اور میں اُن کو شفا بخشُوں۔" (متّی 13: 10-15)

شعور کی کمی دراصل عقل اور علم کی کمی کا نام ہے۔ یہ ایک عقلی کمی ہے۔ مسلمہ گرجا گھر اور مسلمہ مسیحیوں میں آج شعور کی کمی ہے کیونکہ وہ حق کو نہ جانتے ہیں نہ مانتے ہیں۔ وہ اقرار کرتے ہیں پر مانتے نہیں۔ جو آج کے گرجا گھروں میں شعور کی کمی کو اہمیت نہیں دیتے عام طور پر اِس کمی کو اِس کی پہلی وجہ سے منسوب کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں: مقصد، منصوبہ اور خُدا کی پروردگاری۔ مزید یہ کہ وہ یہ نشاندہی کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں کہ خُدا کیسے اپنا منصوبہ سر انجام دیتا ہے، کیسے وہ ذہنوں کا تاریک کرتا ہے، وہ اپنے نُور اور چہرے کو کیسے چُھپا لیتا ہے۔ معروضی طور پر یہ تاریکی کلام کے پھیلاؤ اور مُنادی کا قحط ہے؛ موضوعی طور پر یہ ظاہر کیے گئے حق کو نظر انداز کرنا ہے جس میں موجودہ وقت کا منطقی فکر کے بارے میں ظاہر کیا گیا حق بھی شامل ہے۔

منطق اور اُس کے دُشمن

یہ ترجیحی وجہ ہے کہ میں اِس منطق کو نظر انداز کرنے پر مرکوز ہونا چاہتا ہوں یہ دلیل بیزاری بہت زیادہ مقدار میں شعور کی کمی، مذہبی نظامِ تعلیم کی اہمیت کی کمی، اُس کے پھیلاؤ کیلئے جس کو ڈاکٹر ایڈم نے ''مسلسل سوچنا'' کہا ہے اور حتیٰ کہ گرجا گھر کے نظم و ضبط کے غائب ہونے کی وضاحت کرتی ہے۔ وضاحت کا ایک اور حصہ آج کے گرجا گھروں میں خُدا کے کلام کی منادی کا قحط اِس مجموعے میں کہیں اور زیرِ بحث آیا۔ یہ دو وجوہات منطق سے نفرت اور کلام کو دبانا۔۔۔ آج کی شعور کی کمی کی لگ بھگ وجوہات ہیں۔ یقیناً حتمی وجہ خُدا کی رضا ہے۔

آج، منطق جو عام طور پر ''فقط انسانی منطق'' کے طور پر بدنام ہے، اندیشہ ہے کہ یہ نہ صرف انسانی حلقوں میں بلکہ اِس سے بھی زیادہ مذہبی حلقوں میں بدنام ہے: اِس کو آزاد، رومن کیتھولک، تقلید پسند، آرمینی، نیو ایونجیلیکل اور کرشمائی گرجا گھروں اور بہت سے مسلمہ اصلاحی گرجا گھروں میں بھی ناپسند اور نظر انداز کیا گیا ہے۔ تمام ہم عصر گرجا گھروں پر بھی اِس نقطے پر دُنیا کا اثر ہوا ہے۔ اُنیسویں اور بیسویں صدی کے آغاز میں مَیں نے ''مؤنث گرجا گھروں'' میں کچھ غیر منطقیت کے اثرات کا سراغ لگایا ہے جو بیسویں صدی میں گرجا گھروں کے قحط کا باعث بنے۔ لیکن جدید دلیل بیزاری کے اثرات منطق سے نفرت گرجا گھروں کے قحط سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ یہ اِس لئے ہے کیونکہ گرجا گھر کے اہلکار اور عبادت گزار ''فقط انسانی منطق'' کی تحقیر کرتے ہیں یعنی منظم مذہبی تعلیم کو مدرسوں اور گرجا گھروں میں کم اہمیت دی جاتی ہے اور غیر منظم مذہبی تعلیم کو فوقیت دی جاتی ہے۔ کیونکہ مدرسوں کے اساتذہ اور طالبعلم ''عملی'' کتابوں کی نسبت ''فقط انسانی منطق'' سے شدید نفرت کرتے ہیں اور مدرسوں اور گرجا گھروں میں ''عملی'' کتابوں کو عقائد کی کتابوں پر زیادہ فوقیت دی جاتی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ گرجا گھر کے اہلکار اور عبادت گزار ''فقط انسانی منطق'' کو ناپسند کرتے ہیں اور یہ فرق کرنے اور فیصلہ کرنے کیلئے ''مسلسل سوچ'' کو فوقیت دیتے ہیں۔ وہ مذہبی اور دینداری کے طور پر باوزن اور واضح کی مخالفت کرتے تھے۔ 10 اِس لئے گرجا گھر کے اہلکار اور عبادت گزار ''فقط انسانی منطق'' کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ گرجا گھر کا نظم و ضبط غائب ہو گیا ہے، وہ صرف نظم و ضبط کیلئے ہماری وضاحت کی ذی شعور طاقت، امتیاز اور فیصلہ کا سخت اطلاق چاہتے ہیں۔ گرجا گھر کا نظم و ضبط وضاحت اور وزن مانگتا ہے، جدید گرجا گھر کے آدمیوں نے دونوں خُدائی خُوبیوں کی بے قدری کی ہے۔ وہ چیزیں جن کو جدید عبادت گزار اور گرجا گھر کے اہلکار مسیحت کیلئے ناگوار سمجھتے ہیں۔ اِس کا خاص مذہب ہونے کا دعویٰ، سچ اور نجات پر ایک منظم اجارہ داری کا دعویٰ: لکھت اور زبانی جُملوں میں وضاحت پر اصرار: اِس کا کلمات کی واضح تعریف کا مطالبہ، اِس کا مطالبہ کہ سچائی کے ساتھ یعنی واضح کئے گئے اور بامقصد معیار کے مطابق انصاف کیا جائے، اِس کی طلب مسیحیوں کا صحیح اور غلط، اچھا اور بُرا اور خُدائی اور نہ خُدائی کے درمیان کے شعور ہے؛ اِس کی طلب کہ مسیحی امتیازی لوگ ہیں، دُنیا سے علیحدہ گہری دھاگ بیٹھی اور منطقی سوچ سے گنہگار عداوت کی وجہ سے وہ اِن تمام چیزوں کو ناگوار سمجھتے ہیں

یہ نفرت اُن کی خُدا سے عداوت کی وجہ سے ہے، جو کہ کلام ہے، وہ منطق جو ہر انسان کے ذہن کو منوّر کرتا ہے:

اِبتدا میں کلمہ تھا، اور کلمہ خُدا کے ساتھ تھا۔ اور کلمہ خُدا تھا۔ یہی اِبتدا میں خُدا کے ساتھ تھا۔ اِسی سے سب کُچھ پَیدا ہُوا۔ ایک بھی چیز جو پَیدا ہُوئی اُس کے بغیر پَیدا نہ ہُوئی۔ اُسی میں

9اس دلیل بیزاری کی موجودہ مثال کیلئے، ڈوگلس ویلسن کی ''پائیڈیا آف گاڈ، 1999 خاص طور پر باب 6 کو دیکھیں، :'' دی گریٹ لوجک فراڈ''۔ ویلسن ''کلاسیکل مسیحی'' سکول کی تحریک میں ایک لیڈر ہے اور رومن کیتھولک کی قرونِ وسطیٰ کے مطابق ڈروتھی سیرز؛ انگریزی کلیسیاء سے متعلق قرونِ وسطیٰ سی۔ ایس لیوس؛ اور 1960 اور 1970 کے روک گروپ کا ایک رنگارنگ عملہ؛ جس کا اس نے بار بار حوالہ دیا ہے۔ یہ حیران کن نہیں ہے کہ اس کی تصنیف منطق سے گہری عداوت بیان کرتی ہے

10 غلطی کا دفاع ورن پوتھرس کا فلسفہ، سائنس اور خُدا کی خودمختاری ہے جو منفرد انداز میں اپنے پیراگراف کو دسویں جگہ پر لے جائے گا۔ ڈاکٹر پوتھرس کارنیلس وین ٹل کا شاگرد ہے اور ویسٹ منسٹر مذہبی مدرسے کے شعبے کا رکن ہے۔ دیکھیں کہ کلارک قبر سے گورڈن کلارک کی پوتھرس کی بے عقلیت کی بحث کے بارے میں بولتا ہے

زندگی تھی۔ اور زندگی اِنسانوں کا نُور تھی۔ ۔ ۔ حقیقی نُور وہ تھا جو ہر انسان کو منّور کرتا ہے جو دُنیا میں آتا ہے۔ (یوحنا 9 ,1:1-4)

دُنیا اور دُنیا کے گرجا گھر ''فقط انسانی منطق'' سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ انسان میں خُدا کی شبیہ ہے اور وہ خُدا سے نفرت کرتے ہیں:

کوئی راستباز نہیں۔ ایک بھی نہیں؛ کوئی سمجھدار یا خُدا کا طالب نہیں۔ وہ سب گمراہ ہیں۔ وہ سب کے سب بگڑ گئے؛ کوئی نہیں جو نیکی کرے، ایک بھی نہیں۔ (رومیوں 3:10-12)

اِس لئے کہ جسمانی نِیت خُدا کی دُشمن ہے۔ کیونکہ نہ خُدا کی شریعت کی تابع ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ (رومیوں 8:7)

خُدا ایک ذی عقل مخلوق ہے اور اُس کی شبیہ انسان بھی ذی عقل ہے۔ خُدا مذاق نہیں کر رہا یا مستعار لے رہا ہے جب وہ گنہگاروں کو اشعیاء کے ذریعے دعوت دیتا ہے، ''آؤ باہم دلیل کریں''۔ کیونکہ انسان خُدا کی شبیہ ہے، اُس کا منطق خُدا کا منطق ہے اور خُدا اور آدمی باہم دلیل کر سکتے ہیں۔ خُدا کی سچائی اور انسان کی سچائی دو مختلف سچائیاں نہیں ہیں؛ دوگلی سچائی کا تصور قرونِ وسطیٰ اور جدید مسیحی مخالف بلوا سے ہے، جس میں ایک چیز مذہبی تعلیم میں سچ ہو سکتی ہے اور اس کی متضاد فلسفہ میں سچ ہو سکتی ہے، یا جس میں دو متضاد چیزیں دونوں مذہبی تعلیم میں سچ ہو سکتی ہیں۔ خُدا کا منطق اور انسان کا منطق دو مختلف منطق نہیں ہیں؛ پولی لوگیزم کا تصور بہت سی منطق احمقانہ ہے۔ یوحنا نے لکھا، خُدا کا کلمہ ہر انسان کے ذہن کو منّور کرتا ہے۔ چونکہ کلمہ بنایا نہیں جاتا ہے، کلمہ کی روشنی، منطق نہیں بنایا جاتا ہے۔ آدمی کا حساب کتاب اور خُدا کا حساب کتاب دو مختلف حساب کتاب نہیں ہیں؛ بہت سے حساب کتابوں کا تصور ریاضی کا احمقانہ عمل ہے۔ انجیل میں جمع، تفریق، تقسیم اور ضرب کی بہت سی مثالیں ظاہر ہوئیں، اور ہر معاملے میں خُدا کے ظاہر کئے گئے جوابات انسان کے جوابات ہیں۔ سچ، منطق اور حساب کتاب ایک سچ ہیں، ایک منطق ہے اور ایک حساب کتاب؛ یہ تخلیق نہیں کئے جا سکتے؛ یہ تمام خُدا سے نکلتے ہیں، جو خود سچائی ہے، کیونکہ یہ وہ راستے ہیں جن کے متعلق خُدا خود سوچتا ہے۔ جو بھی انسان کے پاس ہے وہ اس نے صرف خُدا سے حاصل کیا ہے کیونکہ وہ خُدا کی شبیہ میں بنا ہے اور چونکہ خُدا نے خود کو انسانوں پر ظاہر کیا ہے۔ یہاں ''فقط انسانی منطق'' جیسی کوئی چیز نہیں بالکل ویسے ہی جیسے ''فقط انسانی حساب کتاب'' یا ''فقط انسانی سچائی'' جیسی کوئی چیز نہیں۔ انسان منطقی ہے کیونکہ وہ خُدا کی شبیہ ہے۔ اُس کی یہ اہلیت ہے کہ سوچے اور دلیل دے جیسا خُدا سوچتا اور دلیل دیتا ہے۔ یوحنا کہتا ہے کہ خُدا کا کلمہ ہر انسان کے ذہن کو منّور کرتا ہے؛ پطرس اور یہوداہ نے جانوروں کو ''غیر منطقیت'': آلوگا۔ 11 وہ خُدا کی شبیہ نہیں ہیں۔

''بعد جدیدیت''، علمیات کی نسبت کے لحاظ سے قدیم تصور کیلئے محض ایک شوقین نام ہے۔ یونانی عالم پروٹا گورس کا تصور کہ ''آدمی تمام چیزوں کی پیمائش کرتا ہے'' یہ ان لوگوں کا بھی نظریہ ہے جو علمیات کے متعلق نسبت کو مذہبی تعلیم میں پیش کرتے ہیں۔ بعد جدیدیت نے گرجا

گھروں میں ۔

انسان خُدا کے سچائی کو نہیں جان سکتے، بلکہ صرف خُدا کی سچائی کی ایک تمثیل۔

انسان، محدود ہونے کی وجہ سے، لامحدود کو نہیں سمجھ سکتا۔

خُدا کو نہیں سمجھا جا سکتا۔

خُدا ''سراسر دوسرا'' ہے۔

منطق تخلیق کیا جاتا ہے اور یہ خُدا کے سوچنے کا طریقہ نہیں ہے۔

''خُدا اور بندے کے درمیان لامحدود صلاحیت کا فرق ہے''۔

خُدا کا علم اور آدمی کا علم کسی بھی نقطے پر ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے۔

حق تجویری نہیں ہے بلکہ شخصی ہے

خُدا اور تصور کا میدان مشترکہ طور پر امتیازی ہیں۔

خُدا کو سوچنا خُدا کو سوچنا نہیں ہے۔

زندگی کا مطلب منطق سے کہیں گہرا ہے۔

اِس جیسی بے معنی مذہبی باتیں اندرونی طور پر اضافی، لاادری اور مسیحی مخالف ہیں۔ وہ واضح طور پر تجویری ظہور کلام کی اور بنیادی تصور رد کرتی ہیں۔ ۔ ۔ ''تُم سچائی کو جانو گے۔'' مسیح نے نہیں کہا کہ تُم سچائی کی تمثیل جانو گے''؛ نہ ہی، ''تُم سچائی کا مقابلہ کرو گے''؛ نہ ہی، ''تُم سچائی کے قریب ترین کچھ جانو گے''؛ نہ ہی، ''تُم متوقع سچائی کو جانو گے''۔ غیر منطقی مذہبی لوگوں کی بے معنی مذہبی باتیں مکمل طور پر خُدا کی قُدرتِ کاملہ اور انسان کا خُدا کی شبیہ ہونے کے عقیدے کو رد کرتی ہیں؛ اور وہ ساری مسیحت کو بیوقوف بناتی ہیں کیونکہ وہ اِس کو ناقابلِ ادراک بناتی ہیں۔ یہ منطق کا وجودیاتی اور علمیاتی درجہ اور مذہبی تعلیم کی مادہ پرستی سے انکار ہے جو شعور کی کمی، فیصلہ سازی کی کمی، آج کے گرجا گھروں کے دنیوی معاملات کی جڑوں میں پائی جاتا ہے

تخلیقی کلام

خُدا ذی عقل ہے، جس کے ذہن کو بنانے والا معمار منطق ہے۔ کلام دُنیا کو تخلیق کرنے میں کیسے کام آتا ہے یہ تکوین 1 میں واضح کر دیا گیا ہے: وہ بولتا ہے؛ وہ امتیاز کرتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے؛ وہ جُدا کرتا ہے؛ اور وہ نام دیتا ہے۔

''شروعات میں کلام تھا،'' اور کلام قدرتی طور پر بولتا ہے: یہ بیان ''خُدا نے کہا'' صرف تکوین 1 میں نو بار آیا ہے۔ بولنے کے عمل میں خُدا اپنی عقل کو ظاہر کرتا ہے: بولنے کے قانون منطق کے قانون ہیں۔ قواعد کے اصول منطق کے اصولوں سے ماخُوذ ہیں۔ چونکہ ایک لفظ ، کوئی بھی لفظ، انسانی یا الہامی کا کوئی مطلب ہے (اور خُدا کے ہر لفظ کا کوئی مطلب ہے، کیونکہ خُدا فضول نہیں بولتا)، اور یہ کہ لفظ کا کوئی اور مطلب نہیں ہوتا۔ جب خُدا کہتا ہے، ''وہاں روشنی ہے''، روشنی کا مطلب تاریکی نہیں

211 پطرس 12 :2 اور یہوداہ 10 دیکھیں۔

ہے؛ اجتماع یا معاملہ؛ کریں کا مطلب نہ کرنا نہیں ہے، لکھنا، یا، لگان؛ کا مطلب خریدنا، تباہ ہونا، یا کھانا۔ عبرانی لفظ بریشیتھ کا ترجمہ ''آغاز میں'' کا مطلب سنِ عیسوی 2000 یا آغاز سے ایک سیکنڈ بعد نہیں ہے۔ یہ تضاد کا منطقی قانون ہے: 'اے' اور 'نہ اے' دونوں نہیں ہیں۔ اگر آوازیں اور لکھی ہوئیں علامتیں منطق کے اِس بنیادی اصول کی پیروی نہ کریں تو یہ محض ہوا میں شور یا محض کاغذ پر قلم گھسیٹنا ہے؛ یہ الفاظ نہیں ہیں، یہ گفتگو نہیں ہے۔

خُدا کر سکتا ہے اور بولتا ہے جیسے یوحنا نے ہمیں بتایا ہے کہ خُدا منطق ہے۔

دوسرا یہ کہ کلام امتیاز کرتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے: یہ بیان کہ ''خُدا نے دیکھا'' واحد تکوین 1 میں سات بار آیا۔ یقیناً خُدا کے دیکھنا کا جسمانی تصور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خُدا کے پاس کوئی راڈز اور کونز نہیں ہے، نہ ہی ریٹینا، نہ ہی عصب بصری یا آنکھوں کے ڈیلے ہیں۔ ''دیکھا'' ''سمجھنے'' کیلئے گفتگو کی نشاندہی ہے۔ ہم انگریزی میں اِس جیسا استعارہ استعمال کرتے ہیں جب ہم آواز کرتے ہیں کہ، ''اوہ! میں دیکھتا ہوں''۔ امتیاز کرنے کے عمل میں، خُدا نہ صرف اپنی ذی شعوری ظاہر کرتا ہے بلکہ تخلیق کی ذی شعوری بھی، جو کہ یوحنا کے بیان پر لاگو ہوتی ہے کہ ''سب چیزیں اُسی (کلام) سے بنی ہیں، اور اُس کے بغیر کچھ نہیں بنا جو بنایا گیا''۔ منطق کے قوانین محض خُدا کی اپنی سوچ اور خُدا کی اپنی گفتگو کے قوانین نہیں ہیں، بلکہ ساری تخلیق کے ہیں۔ ساری تخلیق ذی شعور ہے کیونکہ خُدا کا کلام جس نے اِسے بنایا ذی شعور ہے۔ زندگی منطق سے زیادہ گہری نہیں ہے جیسا کہ شاعر اور رومانوی ہمیں بتاتے ہیں؛ منطق اِس سے گہرا ہے اور زندگی کو تخلیق کرتا ہے وہ کافرانہ نظریات ہیں جو وہ تعلیم دیتے ہیں جیسی جرمن رومانوی مُصنف نے دی، ''شروعات میں عمل تھا'' یا جیسے ڈیموکرائٹس نے کہا ''شروعات میں معاملہ اور حرکت تھی'' یا جیسے ہم عصر سائنسدانوں نے کہا ''شروعات میں بگ بینگ تھا''۔ یہ وہ مُنکر نظریات ہیں جو منطق کو کائنات کا تیار کرنے والا اور تخلیق کرنے والا نہیں بناتے بلکہ ایک اثر ہے اندھی، بے مقصد اور بے عقل واقعات کی ارتقائی ضمنی پیداوار ی ہے۔ یہ وہ مُنکر نظریات ہیں جنھوں نے کائنات اور انسان کو بے عقل بنا دیا ہے۔

پچھلے دو ہزار سالوں سے یہ حرکات، فضول باتیں کرنا، مغالطے کے طور پر فضول ''زبان'' بلانا گرجا گھروں میں بلند ہوا یہ زبانیں ہیں جو منکر خونخواروں بے معنی باتوں سے مشابہت رکھتی ہیں جو، ذی شعور سوچ اور گفتگو کیلئے انسانی اہلیت کو ترک اور تباہ کرتے ہوئے، یہ دعویٰ کرنے کے ذریعے کہ فضول باتیں گفتگو ہیں خُدا اور منطق سے نفرت میں اپنے آپ میں خُدا کی سچائی کو دباتے ہیں،

لیکن ساری تخلیق سوچ اور گفتگو میں خُدا کی نقل نہیں کرتی نہ ہی کر سکتی ہے، ساری تخلیق منطق کے قوانین کی پیروی کرتی ہے۔ ایک کُتا ایک کُتا ہے، نہ کہ ایک بلی یا کار ہے۔ بذات خُود ایک چیز ہے۔ یہ شناخت کا منطقی قانون ہے: اے اے ہے۔ یہ خُدا کا نام بھی ہے: ''میں ہوں کہ میں ہوں''۔ وہ ماہر مذہبی تعلیم اور فلسفہ دان جو دعویٰ کرتے ہیں کہ منطق تخلیق کا ایک اثر ہے (ان کی نقل اور ارتقاء پسندی منطق کو ارتقاء کا اثر بنا دیتی ہیں؛ دونوں مُتفق ہوتے ہیں کہ منطق ایک اثر ہے، ایک وجہ نہیں) خُدا کو غیر منطقی بنا دیتا ہے۔ یوحنا نے ہمیں بتایا منطق کائنات کا ایک اثر نہیں بلکہ ایک وجہ ہے۔ کیونکہ کائنات کلام، جانوروں اور پودوں سے تخلیق ہوئی جو اپنی اقسام کے بعد دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ کلام میں امتیاز کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تخلیق بے قاعدہ صورت، نہ قابل تعریف، نا قابلِ بیان بات نہیں ہے۔ درحقیقت، تکوین 1 خُدا کا بے صُورت باطل کو ایک نظامِ عالم میں ایک باترتیب کائنات میں مُنتقل کرنے کا نام ہے۔

13 کائنات کلام کی تخلیق ہے۔ منطق کائنات کا ایک اثر نہیں ہے۔ یہ جانچنے میں کلام ظاہر کرتا ہے کہ ایک چیز دوسری سے فرق رکھتی ہے۔ یعنی ''اچھا'' ''بُرے'' سے فرق رکھتا ہے اور یہ کہ ''بہت اچھا'' ''اچھے'' سے فرق رکھتا ہے۔ ایک حقیقی بے صُورت باطل نہیں ہے کہ خُدا اچھائی کا اعلان کرتا ہے لیکن تخلیق جو فرق رکھتی ہے اور علیحدہ کرتی ہے کلام سے بنتی ہے۔ اِس سے ہم دوسری باتوں کے ساتھ ضرور سیکھتے ہیں کہ یہاں اتحاد کہ کئی اقسام ہیں اور تمام کی تمام اچھی نہیں ہیں۔ کاموں کا ذی شعور امتیاز، جس میں ایک چیز دوسری سے فرق کرتی ہے، جس میں ''اچھا'' ''بُرے'' سے فرق کرتا ہے اور بہت ''اچھا'' ''اچھے'' سے یہ سب کلام کے کام ہیں۔ امتیاز کا یہ عمل ارتقاء پسندی اور فیصلہ کرنے کا عمل ہے۔ یہ امتیاز کرنے کے عمل ہیں۔

بائبل اِس طرح کے متضاد جوڑوں سے بھری پڑی ہے۔ اِن میں سے چند یہ ہیں:

روشنی/تاریکی

دن / رات

سُمندر / خشک میدان

اچھائی / بُرائی

سچ / جھوٹ

صحیح / غلط

فرمانبرداری / نافرمانی

مسیح / شیطان

راستی / غیر قانونی

زندگی / موت

جنت / دوزخ

انتخاب / آوارگی

برکت / لالچ

تنگ راستہ / کُشادہ راستہ

خُدائی عقل / دُنیاوی عقل

خُدا کی راستی / ذاتی راستی

12 یہ یوحنا 1 کا ترجمہ ہے جو گوئٹے نے فاسٹ میں پیش کیا۔

13 سیاسی فلسفہ دان لیوسٹراس نے لکھا: ''تخلیق کرنا جُدا اگانہ چیزوں، چیزوں کی یا چیزوں کے گروہ کی نشاندہی ہے، جو ایک دوسرے سے علیحدہ کی گئی ہیں جن کا ایک دوسرے سے فرق کیا گیا ہے، جن کا ایک دوسرے سے فرق کیا جا سکتا ہے، جو قابلِ امتیاز ہیں'' (''تکوین کی تشریح پر،'' ایل ہومے، 9181، 10)۔

فضل / معیار

یقین / عمل

اِن مُتضادات کو ترکیب نہیں دیا جا سکتا نہ ہی مکمل کیا جا سکتا ہے؛ وہ ہمیشہ ہی ''یا-یا'' نہ ''اور دونوں'' ہیں۔ وہاں کوئی تسلسل نہیں ہے؛ وہاں دو فرعی تقسیم ہے؛ وہاں تضاد ہے۔

تیسرا یہ کہ کلام تکوین 1 میں علیحدہ کرتا ہے: یہ بیانات کہ ''خُدا نے تقسیم کیا''، ''اِسے تقسیم کرو''، ''تقسیم کرنے کیلئے''، ''خُدا نے اکٹھا کیا''، ''اکٹھا ہوا'' صرف تکوین 1 میں چھ بار آیا۔ خُدا نے روشنی کو تاریکی سے تقسیم کیا؛ اُس نے آسمان کے نیچے کے پانی کو آسمان کے اوپر کے پانی سے تقسیم کیا؛ اُس نے زمین کے نیچے کے پانی کو اکٹھا کیا، اِس طرح سمندر سے خُشک زمین کو تقسیم کیا؛ اُس نے دن کو رات سے تقسیم کیا۔ ہر چیز کو دوسری چیز سے جُدا کرنے سے خُدا نے اپنی ذی شعوری کے ساتھ ساتھ تخلیق کی ذی شعوری کو ظاہر کیا۔ یہ صرف ایسی ہی تقسیم ہے جو تخلیق کو شکل، ساخت اور اتحاد دیتی ہے؛ اور ہر وہ تقسیم جو خُدا کرتا ہے ایک مزید اُلجھی ہوئی ساخت بنا دیتا ہے، ایک مزید ممکنہ پیچیدہ اتحاد۔ خُشک زمین سے سُمندر کو علیحدہ کرنا سمندر کی ساخت، پودوں، اور زمینی جانوروں کی تخلیق کو ممکن بناتا ہے، اِس علیحدگی اور تقسیم کے بغیر تخلیق میں کوئی ساخت، کوئی منصوبہ، حصوں

کا کوئی اشتراک، کوئی عمل نہیں ہے۔ تمام کے تمام بے صُورت، اور بے معنی ہیں۔ تخلیق کے ذریعے خُدا دُنیا کو اپنے دِل کے طریقے کے بارے میں یقین دِلاتا ہے، جیسے کہ عبرانیوں کہتا ہے۔

آخر کار تکوین 1 میں کلام نامزد کرتا ہے: یہ بیانات کہ "خُدا بُلاتا ہے" اور "خُدا نام دیتا ہے" تکوین 1 میں پانچ بار ظاہر ہوا ہے، اور خُدا نے اُن تمام مخلوقات کو نام دیا جو اُس نے بنائیں۔ گھاس، بوٹیاں، شجر، درخت، دِن، سال وغیرہ۔ نام دینے میں خُدا نہ صرف اپنی ذی شعور اور تخلیق کی ذی شعوری ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ حقیقت بھی کہ تصور اور قول کو کسی چیز کا حوالہ دینے کیلئے صحیح طور استعمال کیا جا سکتا ہے (ایک خیال جسے کچھ مسلمہ مسیحی فلسفہ دان ترک کرتے ہیں) خُدا اپنا تسلط ہر چیز پر ظاہر کرتا ہے، جس میں اِنسان بھی شامل جس کو اُس نے نام دیا۔ پہلے پہل خُدائی تسلط ایک شعوری مہارت ہے کیونکہ کلام ہی سے یہ کائنات تخلیق ہوئی ہے اور کلام ہی سے اِس کے ہر حصے کو نام دیا گیا ہے۔ انجیل میں دوسری جگہوں پر خُدا نے انفرادی انسانوں کو نام دیا ہے: ابرام جو ابرہام بن گیا؛ سارائی جو سارہ بن گئی؛ یعقوب جو اسرائیل بن گیا؛ الیسابات کا بیٹا یوحنا بن گیا؛ مریم کا بیٹا یسوع بن گیا۔

جب ہم تکوین کے باب 2 اور 3 پر آتے ہیں کہ یہ انسان ہے جو خُدا کی شبیہ پر بنا، جو خُدا کے وہ کام کرتا ہے جو اُس نے تکوین 1 میں سر انجام دیئے۔ آدم کو حکم ہوا کہ بولے اور رکھے، فرمانبرداری اور نافرمانی میں تمیز کرے، اچھے اور بُرے میں پہچان کرے، جانوروں کو نام دے، اور اپنے بچوں کو خاندانوں میں علیحدہ علیحدہ کرے۔ آدم نے اپنی بیوی حوا کو نام دیا۔ ذی شعور مخلوق ہونے کی حیثیت سے آدم اور تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ رائے دینے کا کام کریں۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ اچھے اور بُرے میں فرق کریں، ایک چیز کا دوسری سے امتیاز کریں، ادراک کریں کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ اور تمام چیزوں کے بارے میں رائے دیں۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ ذی شعور مخلوق کے طور پر عمل کریں اور ذی شعوری کے تحفے کو استعمال کریں جو خُدا نے ہمیں عطا کیا۔

کیوں جے اسی ذی شعور نال نوازی ہوئی، ذی شعور خدا دی شبیہ تے بنی ہوئی بکلام انصاف کرنا ناممکن اے نوں ترک کرن والی مخلوق نیں۔ بیان کیتے گئے سارے اعلان کہ بنی کالی اے، استقاط حمل قتل اے، چاکلیٹ زہر اے ساریاں دیاں ساریاں آراء ہیں۔ ساڈا سارے دا سارا علم انج دیاں آراء نال بھریا ہویا اے۔ ایس لحاظ نال پولوس نے 1 کرنتھیوں 10 :1 وچ ایہناں کلمیاں دا اظہار کیتا جتھے او ہنے لکھیا اے:

ہون اے بھائیو میں تہاناں ساڈے خدا وند یسوع مسیح دے ناں دی خاطر التماس کردا آں کہ تُسی سارے اک ای گل آکھو تے تہاڈے وچ اختلاف نہ ہوئے بلکہ تُسی سارے یک دل تے یک رائے ہو کے کامل طور تے ملے رہو۔

اکھر رائے انجیل وچ ایہناں معناں وچ لئی واری ورتیا گیا اے:

تد جیویں میں تہاڈی صحیح شریعت نوں پڑھدا آں۔ انج ای اپنے پاک دل نال تیرا شکر ادا کرادا آں۔۔۔۔۔

میں اپنے بولاں دے نال تیرے فرمودہ احکاماں نوں بیان کیتا۔ (زبور 13 ,119:7)

خدا دے فیصلے ٹھیک ہوندے نیں او مکمل طور تے ٹھیک نیں۔ زبور 19:9)

واہ! خدا دی دولت تے حکمت تے علم کیس حد تیکر عمیق نیں۔ اوہدیاں قضاواں کیناں بعید الادراک اتے اوہدیاں راہواں کیناں بے نشان نیں ۔ (رومیوں 11:33)

رائے دین دے فعل دے تن مطلب نیں ہر اک دوجے نالوں زیادہ بنیادی اے۔ زیادہ بنیادی مطلب امتیاز کرنا اے؛ پہلا مطلب جیڑا نکلدا اے اوہ کسے معیار دے مطابق اخذ کرنا اے۔ دوجا نکلیا ہویا مطلب مذمت کرنا یاں چھڈ دینا اے۔ رائے دین تے حملہ ضرور ویکھنا چاہیدا اے؛ پہلا تے ساریاں توں زیادہ اہم اوس شعبے تے حملہ جیڑا سمجھدا اے یاں امتیاز کردا اے،،،،، انسان وچ خدا دی شبیہ تے حملہ

ایہہ ذی شعوری دے شعبے تے حملہ اے اتے یقیناً خدا تے حملہ اے جیہڑا آپ ۔ سچ اے ۔ روح القدس پولوس دے راہیں آکھدا اے کہ جہانوں مسیحیاں نوں کامل طور تے جڑ جانا چاہیدا اے ''یک دل ہو کے تے یک رائے ہو کے'' اوہناں نوں اک تجویز، اک یقین، اک ایمان، اتے اک عقیدے تے راضی ہونا چاہیدا اے ۔ مسیحی ایمان نوں کئی واری مسیحی عقیدہ یاں، مسیحی مذہب تعلیم آکھیا گیا۔

ایہہ آراء دا مجموعہ تجاویز دا نظام اے جیویں ''یسوع مسیح خدا تے آدمی دونویں نیں''، ''مسیح انجیل دے مطابق مریا تے انجیل دے مطابق تن دن بعد جی اٹھیا'' ایہہ اوہ کجھ آراء نیں جناں تے سارے مسیحیاں نوں یقین کرنا اے ایہہ ایہناں آراء وچ اوہناں دا معاہدہ اے جیہڑا تخلیق کردا اے یاں بہتر کردا اے گرجا گھر دے اتحاد نوں ۔ پولوس بار بار ساہنوں نصیحت کردا اے کہ ''یک دل'' ہوا تے ''اوہس ڈیاورگے نہ ہوو، بلکہ اپنے دل توں زعدہ ہو کے متفق ہوو''، ''یک دل ہو کے اک دوجے دے ول دھیان کرو'' ''اک روح وچ پکے رہو''، ''یک دل ہو کے انجیل دے ایمان دے لئی مقابلہ کرو'' انجیل وچ کوئی انج دا حکم نئیں کہ اک تنظیم یاں ادارہ ہو ۔ بلکہ اک دل ہو کے یعنی مسیح دا دل ۔ مسیحیاں نوں اپنے عقیدے تے رائے وچ اکھٹے ہونا چاہیدا اے ۔

اخلاقی آراء جناں دی اج بوہت ساریاں نے مذمت کیتی اے، ایہنوں رائے دی اک قسم سمجھنا چاہیدا اے ۔ کجھ ماہر مذہبی تعلیم جیہڑے حیرت ناک طور تے دنیاوی ترقی دی پیروی کردے نیں ''اخلاقی رائے'' نوں ''ادرادی رائے'' ناوں جدا کرن دی کوشش کیتی گئی اے، جیویں کہ اخلاقیات علم دا معاملہ نئیں بلکہ اک احساس خواہش یاں جذباتی معاملہ اے ۔ جیدوں اسی کسے وجہ نال رائے قائم کردے آں کہ ''قتل پاپ اے'' تے اسی اک سچ بیان کردے آں ایہہ اک انج دا ذی شعور عمل اے جیویں اک مال المال مساوات نوں حل کرنا اے ۔ جیدوں اسی کوئی رائے دیندے آں کہ ''جوزف سٹیلن اک قاتل سی'' تے اسی اک سچ بیان کردے آں اخلاقی رائے رائے دی اک شکل اے اتے یاں تے ایہہ سچ اے تے یاں ایہہ جھوٹ ۔ اگر اخلاقی رائے نوں صحیح چور تے قائم کیتا جاوے یعنی خدا دے کلام دے اصولاں دے مطابق جیدے وچ منطق دے قانون نوں سختی دے نال لاگو کرنا شامل اے، تے فیر ایہہ اک سچی رائے اے ۔ کیوں جے اسی اک ذی شعور مخلوق آں ایس لئی ساڈے وچ ایہہ اہلیت نئیں کہ رائے قائم کرن نوں ترک کر چھڈیے کیوں جے اسی ذی شعور مخلوق آں ساڈے وچ ایہہ اہلیت نئیں کہ اسی اخلاقی رائے نوں ترک کر سکیئے ۔ سوال ایہہ نئیں کہ آیا اسی رائے قائم کریئے یاں نہ کریئے بلکہ ایہہ کہ جیہڑی اسی رائے قائم کریئے اوہ راست رائے ہووے گی یاں نئیں ۔ ذی شعور انصاف کرن دی اہلیت اے ۔ ذی شعور ہون دے لئی رائے قائم کریئے جیدے وچ اخلاقی رائے شامل ہووے ۔ ایس اخلاقی رائے نوں قائم کرن نال نظر انداز ی ناممکن اے ایتھوں تیکر کہ اوہ جیہڑے مسیح دے اکھراں نوں غلط رخ دیندے نیں ''انصاف نہ کریئے'' انصاف کو یئے کہ جیہڑے اخلاقی رائے قائم کردے نیں غلط نیں ۔ ساریاں اخلاقی آراء آراء نیں کیوں جے اوہ سچ تے جھوٹ تے غلط دا معاملہ اے ۔

کیوں جے اسی ذی عقل آں جیہڑے خدا دی شبیہ تے بنے، اسی اخلاقی آراء نوں ترک کرن دی اراء نئیں دے سکدے ۔ اخلاقی مادہ پرست، جیہڑی آکھدی اے کہ اسی نئیں آکھ سکدے کہ کیہ غلط اے یاں کیہ صحیح اے، کیہ جھوٹ تے کیہ سچ اے، حسن، عمل تے اخلاقی معاملات وچ ایہہ انج دی ذاتی تردید اتے مسیحی مخالف اے جیویں مذہبی تعلیم دی مادہ پرستی ۔ لاادری دی یونانی جا گوسز'' جیدا ادبی مطلب اے ''علم دے بغیر'' ایہدا لاطینی ہم قدر اگورامس اے ۔ مادہ پرستی کوئی حالت نئیں؛ ایہہ جہالت دا اعتراف اے؛ اتے جاہل لوک خاص چور تے اوہ جناں دا اپنی جہالت تے فخر اے، اوہ کولوں سکھیا نئیں جاندا ۔ بدقسمتی دے نال لاادرحاں وچوں کجھ جاہل نیں، جاہل لوک گرجا گھر تے تعلیم گاہ نوں سنبھالدے نیں ۔ جیویں کہ اسی ویکھیا سچیائی دی نظر انداز ی اوہناں دے خیال وچ تعریف دے قابل نیں کیوں جے ایہہ ظاہر کردی اے کہ اسی تحمل مزاج تے محدود مخلوق نیں ۔ جیدوں اخلاقی لاادر تعلیم دیندے نیں کہ کوئی دوجیاں نوں تے اوہناں دے عملاں نوں نئیں پرکھدا تے اوہ علم تے سچیائی تے حملہ کردے نیں؛ جیدوں اوہ تعلیم دیندے نیں کہ چنگیائی دا برائی نال فرق کرنا برائی اے تے فیر اوہ اخلاقی رائے دیندے نیں ایہہ ناممکن اے کہ اوہ ذی عقل یاں اخلاقی

رائے بنان نوں ترک کیتا جاوے؛ سوال صرف ایہہ اے کہ انج دیاں آراء ٹھیک اے یاں ہیں۔

تصورت

تصورات، انسانوں اور ان کے اعمال کو جانچنا ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔ یہاں جانچنے کے بارے میں مسیح کا بیان ہے جس کا اکثر مذہبی اخلاقی لاادروں نے غلط بتایا ہے۔

عیب نہ لگاؤ تا کہ تم پر عیب نہ لگایا جائے۔ کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو۔ اسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جائے گا۔ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے بھی ناپا جائے گا۔ اور اس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے تو کیوں دیکھتا ہے اور اس شہتیر کا خیال نہیں کرتا جو تیری اپنی آنکھ میں ہے۔ یا کیونکر تو اپنے بھائی سے کہہ سکتا ہے کہ ٹھہر میں اس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکال دوں۔ اور دیکھ خود تیری آنکھ میں شہتیر ہے۔ اے ریاکار پہلے شہتیر کو اپنی آنکھ سے نکال۔ تب اس تنکے کو اپنے بھائی کی آنکھ سے اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا۔

پاک چیز کتوں کو مت دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پاؤں کے نیچے پامال کریں۔ اور پھر کر تمہیں پھاڑیں (متی 7:1-6)

یہ ہمارے لئے زیادہ مفید ہے کہ مسیح کے بیان کا جائزہ لیں، کہ مسیح اخلاقی مادہ پرستی کو قبول نہیں کرتا ہے؛ وہ ہمیں حکم نہیں دیتا کہ سادہ بندے پر عیب لگائیں؛ اور یہ بیان واضح کرتا ہے کہ ہمیں کیسے اخلاقی رائے اور اس کو بنانے کا مقصد دینا ہے۔

پہلی توجہ طلب چیز کہ مسیح اس بیان میں اخذ کرتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ ہمیں کتوں کو ناپاک چیز نہیں دینی چاہیئے یہ انصاف کی اس امید کے ساتھ کہ کیا پاک ہے اور کیا نہیں اور کون کتا ہے اور کون نہیں۔ وہ اس تصور کو دہراتا ہے؛ اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو؛ اور وہ امید کرتا ہے کہ ہم انصاف کریں کہ کیا چیز موتی ہے اور کیا نہیں، اور کون سور ہے اور کون نہیں۔ اس سب کیلئے رائے درکار ہے اور اخلاقی رائے ایک منطقی عمل ہے۔ یہاں کوئی بھی اخلاقی رائے دیئے بغیر مسیح کے حکم کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اخلاقی لاادری ہمیں یقین دلاتی ہے کہ یہاں کوئی کتا نہیں ہے اور کوئی سور نہیں ہے

''میں ٹھیک ہوں، تم ٹھیک ہو''؛ ''یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جیسے ایک برا لڑکا'' اور یہاں کوئی موتی نہیں ہے، نہ ہی کوئی ایسی چیز جو پاک ہے۔
اخلاقی لاادری مسیح کی پیروی نہیں کر سکتی۔

اب مسیح نہ صرف امید کرتا ہے کہ مسیحی اخلاقی رائے دیں؛ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ان کو کیسے بنانا ہے: ''ظاہر کے موافق فیصلہ نہ کرو بلکہ انصاف سے فیصلہ کرو'' (یوحنا 7:24) آدم اور حوا کا باغ میں گناہ ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنا تھا؛ ان کا گناہ حقیقت نہیں تھا جو انہوں نے فیصلہ کیا؛ نہ ہی یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے رائے کی اپنی انسانی صلاحیت استعمال کی یہ فیصلہ کرنے میں کہ آیا انہیں خدا کی فرمانبرداری کرنی ہے یا نافرمانی۔ ذی شعور ہونے کی وجہ سے ہم سب کو مسلسل اپنی رائے کا استعمال کرنا چاہیئے یہی ذی شعوری کے تصور میں شامل ہے۔ 14 آدم اور حوا کا گناہ فیصلہ کرنے میں نہیں آتا، بلکہ رائے کا غلط معیار قائم کرنے میں آتا ہے۔ خدا کے تجویزی ظہور کے معیار کے مطابق فیصلہ کرنے کی بجائے انہوں نے اپنے احساسات کے ثبوت کے ذریعے فیصلہ کرنے کا انتخاب کیا، ''ظاہر کے مطابق'':

عورت نے بھی دیکھا تھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل حاصل کرنے میں خوب معلوم ہوتا ہے۔ تو اس نے اس کے پھل میں سے لیا۔ اور کھایا۔ اور اپنے شوہر کو بھی دیا۔ اور اس نے کھایا۔ (تکوین 3:6)

آدم اور حوا کا گناہ ان کا نجی انصاف کا استعمال نہیں تھا جیسا کہ کچھ ہمہ گیر ماہر دینیات نہ تجویز کیا، بلکہ ان کی تجویزی ظہور سے ترک برداری جو تمام فیصلے کرنے کا واحد معیار ہے۔ آدم اور حوا خدا کے کلام پر یقین نہیں کرتے تھے اور ان کی لایقینی نے ان کو جدا کر دیا اور ان کی تمام اولاد خدا سے

قدرتی پیداوار کے ذریعے پیدا ہوئی۔ 15ظاہر کے مطابق انصاف کرنا بھی یہودیوں کا گناہ تھا جیسا یوحنا 7 میں آیا، جب مسیح نے انہیں حکم دیا کہ ''صحیح انصاف کرو'' نہ کہ ظاہر کے مطابق۔ اخلاقی انصاف کرنا سنجیدہ معاملہ ہے۔ ایسا انصاف کرنے کے معیار کی حیثیت سے ہمیں خدا کے کلام کا استعمال کرنا چاہیئے اور ہمیں اس کلام کو سمجھنے کیلئے محنت کرنی چاہیئے خدا کی عبادت کرنا ہمیں اس کے کلام کے اصولوں کو مخصوص انسانوں، خیالوں اور واقعات پر لاگو کرنے کیلئے حکمت عطا کرے گا۔

اشعیاء کے مطابق پہلے آدم کے برعکس، دوسرا اور آخری آدم ظاہر کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے:

لیکن یسّی کے تنہ سے ایک کونپل نکلے گی۔ اور اُس کی جڑ سے ایک نونہال اُگے گا۔ اور اُس پر خداوند کی رُوح ٹھہرے گی۔ یعنی حکمت اور فہم کی رُوح۔ مشورت اور قُوت کی رُوح۔ معرفت اور خداوند کے خوف کی رُوح اور خداوند کے خوف میں اس کی خوشنودی ہوگی۔ وہ نہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق انصاف کرے گا۔ اور نہ اپنے کانوں کے سُننے کے مُوافق فیصل کرے گا۔ بلکہ مسکینوں کا عدل سے اِنصاف کرے گا۔ اور زمین کے غریبوں کا راستی سے فیصلہ کرے گا (اشعیا 11: 1-4)

یاد رکھیں کہ ان تمام پیروں میں بنیادی طور پر یہ فیصلہ نہیں کرتے جس کی مذمت کی گئی ہے۔ بلکہ غلط معیار کے مطابق فیصلہ کر رہے ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم نے رومیوں 14 میں پولوس کے الفاظ کو کیسے سمجھنا ہے:

تُم کون ہوتے ہو کہ دوسرے کے ملازم کا انصاف کرو؟ اس کا اپنا مالک اسے کھڑا کرے یا گرائے۔۔ پر تُم کیوں اپنے بھائی کا انصاف کرتے ہو؟ اور تُم اپنے بھائی کیلئے کیوں حقارت دِکھاتے ہو؟ چونکہ ہم سب کو مسیح کی انصاف کی کُرسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔۔ پس پھر ہم سب کو خدا کے سامنے اپنا حساب دینا ہے۔ اِس لئے ایک دوسرے کا مزید انصاف نہ کرو، بلکہ اس کا حل کرو، اپنے بھائی کی راہ میں پتھر نہ اٹکائے یا اُس کی راہ میں گرنے کی وجہ نہ ہو۔

اِس پیرے میں پولوس ''مشکوک والی چیزوں'' کے بارے میں بول رہا ہے۔ وہ چیزیں جن کے بارے میں بھائی فرق کرسکتے ہیں۔ جب انجیل کا واضح بیان نہ ہو یا انجیل سے کوئی واضح رائے نہ ہو جس سے انصاف کیا جاسکے تو ہمیں درحقیقت انصاف نہیں کرنا چاہیئے؛ ہمیں اپنی ذات کو ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ ان معاملات میں ہم اپنی ذاتی رائے، اپنا انصاف کا معیار پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ انصاف کی وہ قسم ہے جس کی پولوس نے اِس پیرے میں مذمت کی ہے؛ اس نے خدا کے کلام کے مطابق انصاف کرنے کی مذمت نہیں کی ہے۔ پولوس نے مسیحیوں کو حکم دیا ہے۔ جیسا کہ کرنتھ کو مسیحیوں کو کہ گرجا گھروں کے ارکان کا ان کے قصوں پر انصاف کرو۔ یہ انصاف کرنا نہیں ہے بلکہ غلط انصاف کرنا ہے؛ جس کی پولوس نے مذمت کی ہے۔ پولوس کے الفاظ کا غلط مطلب گرجا گھر کے نظم و ضبط کے حقیقی غائب ہونے کی وجہ ہے۔

یعقوب کا اپنے خط کے چوتھے باب میں غیر قانونی انصاف سے خبردار کرنا ایسا ہی ہے:

اَے بھائیو تُم آپس میں ایک دوسرے کی بدگوئی نہ کرو جو بھائی کی بدگوئی کرتا یا اُس پر اِلزام لگاتا ہے شریعت کی بدگوئی کرتا ہے یا اُس پر اِلزام لگاتا ہے۔ لیکن اگر تُو شریعت پر اِلزام لگاتا ہے تو تُو شریعت پر عمل کرنے والا نہیں بلکہ اُس کا منصف ہے۔ شریعت دہندہ اور مُنصف تو ایک ہی ہے یعنی وہ جو ہلاک کرنے اور بچانے پر قادر ہے۔ لیکن تُو کون ہے جو پڑوسی پر اِلزام لگاتا ہے؟

یعقوب اپنے اندر ایک مُنصف رکھتا ہے جو اپنے انصاف کے معیار کے مطابق اپنی رائے قائم کرتا ہے۔ خُدا کے کلام کے علاوہ انصاف کا کوئی اور معیار اختیار کرنا،

14 رومین کیتھولک چرچ کی سرکار نجی رائے کے خلاف زور دیتی اور چلتی ہے؛ جس کا اس کو خوف ہے وہ ذی شعوری ہے۔

15 یہ وہ وجہ ہے کہ کیوں ایمان ہمیں مسیح میں متحد کرتا ہے۔

شخص بذاتِ خُود شریعت کا انصاف کرتا ہے۔ لیکن یعقوب ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ صرف ایک ہی شریعت دہندہ ہے اور محض کوئی آدمی نہیں (یا انسانوں کا گروہ) جس کے پاس یہ صلاحیت ہو کہ شریعت کی طرح اپنی رائے قائم کرے۔

ہمیں بہت سے حکم دیئے گئے کہ اپنے تصورات اور اپنے خیالات کو فراموش کریں اور خُدا کی حکمت پر غور کریں جو ہم پر انجیل میں ظاہر ہوئی اور اپنی ساری سوچ کو مسیح کی گرفت میں دیں۔ لیکن انجیل میں کہیں نہیں آیا کہ منطق کو فراموش کر دیں، دِل کو ترک کریں یا ذی شعوری کے تعلّے کو رد کر دینا۔ 16 درحقیقت اپنی تمام سوچوں کو مسیح کی گرفت میں لانے کیلئے ہم کم سے کم ذی شعور نہ ہوں، بلکہ زیادہ سے زیادہ ذی شعور، کیونکہ مسیح کلام ہے، منطق اور خُدا کی حکمت ہے۔ نجی سووں پیروں میں علم، حکمت اور سمجھ کی تعریف کرتا ہے اور اُکساتا ہے . . . حکم دیتا ہے . . . تمام انسان پر جوش طریقے سے اُس کی تلاش کریں۔ یہ امثال کی کتاب اور زبور 119 واضح طور پر دِکھاتا ہے۔ انجیل کا مرکزی حصہ علمیات سے متعلق ہے: ہم خُدا کو کیسے جان سکتے ہیں؟ لیکن جو سوچتے ہیں کہ خُدا (یا کائنات) غیر منطقی یا لاشعور ہے یہی سوچتے ہیں کہ انسان بھی ایسا ہی ہے۔ ایسے خیالات نہ صرف مسیحی مخالف ہیں بلکہ خُود کو بیوقوف بناتا ہے: کوئی بھی منطق کے قوانین کو استعمال کیے بغیر لاشعوری کی خاصیت کی پسندیدگی کا اظہار نہیں کر سکتا جو اُس نے ناپسند کی۔ بولنے کیلئے اور سوچنے کیلئے دلیل بیزار کو تضاد کا قانون استعمال کرنا چاہیئے۔ وہ منطق اور ذی شعوری کے خلاف جنگ نہیں جیت سکتے؛ نہ ہی وہ اِسے بیان کر سکتا ہے، اور کلام جیتا ہے۔ اِس لئے وہ شاگرد جو اپنے دِل میں خاموشی سے کہتا ہے کوئی اکیلا آواز بلند کرے کہ یہاں کوئی خُدا نہیں ہے وہ بیوقوف ہے: اُسے ضرور منطق کا استعمال کرنا چاہیئے جو ہر انسان کو نُور عطا کرتی ہے حتیٰ کہ یہ سوچنے کیلئے کہ یہاں کوئی نُور نہیں ہے۔

اب یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے کہ آج کے گرجا گھروں میں شعور کی کمی، امتیاز کرنے میں ہچکچاہٹ، اخلاقی رائے پیش کرنے کا تنفر . . . اس سب کا مطلب یہ ہے کہ مناسب امتیازات نہیں کیئے گئے اور راست رائے پیش نہیں کی گئی۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امتیازات اور رائے سرے سے پیش ہی نہیں کیئے گئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی سوچے بھی تو اُسے ضرور امتیاز کرنا چاہیئے اور رائے پیش کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ لاشعور مہلک طور پر اِس حقیقت سے لاعلم ہیں کہ اُنہیں لاشعوری کی تجویز دینے کیلئے ذی شعوری کا استعمال کرنا چاہیئے پس اخلاقی لاادری وہ انسان جو آراء قائم کرنے کی مخالفت کرتا ہے . . . وہ مہلک طور پر اِس حقیقت سے لاعلم ہے کہ اُسے اپنی حالت بیان کرنے کیلئے لازماً رائے دینی چاہیئے۔ یہ رائے کہ اخلاقی لاادری لاشعوری طور پر یہ جتاتی ہے کہ "دوسروں پر عیب لگانا غلط ہے"۔ لیکن اخلاقی لاادری اِس رائے کے ساتھ رُک نہیں سکتی؛ وہ شوق کے ساتھ ایک اور پیش کر سکتا ہے: "جو دوسروں کا غلط انصاف کرتے ہیں۔" اور اِن دو اخلاقی آراء میں ہم خُود کو بیوقوف بنانا، خُود کو ترک کرنے کی فطرت کے تصور کو واضح طور دیکھ سکتے ہیں کہ کوئی اخلاقی آراء قائم نہ کرے۔ اگر وہ جو دوسروں کا انصاف کرتے ہیں غلط ہیں، جیسا کہ اخلاقی لاادری کہتی ہے، تو پھر اخلاقی لاادری غلط ہے کیونکہ یہ اُن کا انصاف کرتی ہے جو رائے دیتے ہیں۔ اِس لئے بائبل نہ ہی مذمت کرتی ہے نہ ہی اُن کو حکم دیتی ہے جو رائے قائم نہیں کرتے . . . یہاں کوئی ایسے لوگ نہیں ہیں . . . بلکہ اُن کی مذمت کرتی ہے جو جُھوٹی رائے دیتے ہیں، جو اچھے کا بُرا اور بُرے کو اچھا کہتے ہیں:

افسوس اُن پر جو بدی کو نیکی اور نیکی کو بدی کہتے ہیں۔ جو تاریکی کو روشنی اور روشنی کو تاریکی بنا دیتے ہیں جو کڑوے کو میٹھا اور میٹھے کو کڑوا جانتے ہیں۔ افسوس اُن پر جو اپنی نگاہ میں دانا اور اپنی رائے کے مُطابق عاقل ہیں۔ (اشعیاء 5:20-21)

اچھائی کا بُرائی سے، صحیح کا غلط سے، سچ کا جُھوٹ سے امتیاز کو ترک کرنے کے ذریعے . . . یعنی ڈھیر سارا منطق اور ذی شعوری حاصل کر لینے سے ایک شخص بُری رائے قائم کرنے میں محض کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ اچھے کا بُرا اور بُرے کو اچھا کہتا ہے۔ یہ انسان ہی ہے جو منحرف آراء قائم کر لیتا ہے جس کی بائبل مذمت کرتی ہے۔ طنزیہ طور پر سب سے حذف ہوئے انسان وہ ہیں جو اُس کی مذمت کرتے ہیں جو ایک اخلاقی رائے قائم کرتا ہے۔

انجیل مسیحیوں کو بار بار حکم دیتی ہے کہ تمام چیزوں کا "امتحان" کریں، "کوشش" کریں، "فیصلہ" کریں، اور "شہادت" کریں۔ مثال کے طور

پر 1 تسالونیکیوں 5:21 میں پولوس ہمیں حکم دیتا ہے کہ "سب باتوں کا امتحان کرو جو اچھی ہو اُسے پکڑے رہو"۔ اشعیاہ ہمیں ان الفاظ میں حکم دیتا ہے:

اور جب وہ تُم سے کہیں کہ اِن بُوبُوانے اور پُھسپُھسانے والے ساحروں اور رغیب دانوں سے دریافت کرو۔ جو کہتے ہیں کہ کیا اُمت کو نہیں چاہیئے کہ اپنے معبودوں سے اور زندوں کی خاطر مُردوں سے سوال کرلیں۔ بلکہ شریعت اور شہادت سے سوال کرو۔ جو کوئی اس کلام کے مطابق بات نہ کرے۔ اُس کے لئے صُبح روشن نہ ہو گی۔ (اشعیاء 20-8:19)

یوحنا ہمیں بتاتا ہے، "اے پیارو! تُم ہر ایک رُوح کو نہ مانو بلکہ رُوحوں کو آزماؤ کہ وہ خُدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جُھوٹے نبی دُنیا میں نکل کھڑے ہُوئے ہیں" (1 یوحنا 4:1)۔ اور اُس کی انجیل میں، "ظاہر کے مُوافق فیصلہ نہ کرو بلکہ اِنصاف سے فیصلہ کرو" (یوحنا 7:24)۔ امثال میں ہمیں حکم دیا گیا: "اپنا مُنہ کھول اور عدل سے حکم کر اور غریب اور مسکین کا انصاف کر" (31:9)۔ پولوس چرچ کی ملاقاتوں کیلئے درس دیتے ہوئے کہتا ہے، "نبیوں میں سے دو یا تین بولیں اور باقی پرکھیں" (1 کرنتھیوں 14:29)۔ انجیل ہمیں حکم دیتی ہے کہ خُدا کے کلام کے علاوہ ہر بات کی تشکیک کریں، اور تمام باتوں کا کلام کے ذریعے انصاف کریں۔

16 امثال 3:5 میں حکم دیا "اپنے سارے دل سے خُداپر بھروسہ کرو اور اپنی سمجھ پر اتکفانہ کرو" یہ ذی شعور ہونے کا حکم نہیں ہے، بلکہ سچ کو خُدا کے تحفے کے طور پر قبول کرنا ہے، بجائے اِس کے اپنی ذاتی مشاہدے اور رائے کو عزیز رکھا جائے۔ بیریا کے لوگوں کو حکم دیا کہ ایک نبی کی تعلیم کا بھی خُدا کے کلام کے ذریعے جائزہ لیں

اِس تمام میں مسیحی اپنی ذی شعوری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ پولوس نے اپنے خطوط میں بار بار اخلاقی رائے قائم کی ہیں۔ مثال کے طور پر رومیوں 1 میں پولوس نے لکھا ہے: "خُود کو عقلمند تسلیم کرنے سے وہ بیوقوف بن جاتے ہیں۔" 1 کرنتھیوں 5 میں وہ لکھتا ہے، "اور تُم پُھولتے ہو۔" آیات 11 سے 13 میں وہ مزید درس دیتا ہے:

مگر میں نے اب تمہیں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرام کار یا لالچی یا بُت پرست یا طعنہ زن یا شرابی یا ظالم ہو تو تُم اس سے میل نہ رکھو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا۔ کیونکہ باہر والوں پر فتویٰ دینے سے مُجھے کیا واسطہ۔ کیا تُم اُن کا جو اندر رہیں اِنصاف نہیں کرتے؟ خُدا ہی باہر والوں پر فتویٰ دے گا۔ پَس اُس بُرے شخص کو اپنے درمیان سے نکال دو۔"

یہاں پولوس انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے، امتیاز کرنے اور گرجا گھر کے چند اشخاص کا جائزہ لینے کا جیسے حرام کار، لالچی، بُت پرست، طعنہ زن، شرابی اور ظالم یہ اِس حکم کی پیروی کرتا ہے کہ ایسے آدمیوں سے کوئی واسطہ نہ رکھو۔ یہ گرجا گھر کے نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنے کا حکم ہے۔ لیکن گرجا گھروں میں اخلاقی لاادری ہے، کیونکہ وہ اخلاقی رائے پیش کرنے، نظم و ضبط کے مخالف ہیں اور ساتھ ہی ساتھ علیحدہ کرنے، جس نقطے پر ہم جلد آئیں گے۔

پولوس انصاف کرنے کی بحث جاری رکھتا ہے:

کیا تُم نہیں جانتے۔ کہ مُقدسین دُنیا کی عدالت کریں گے؟ پَس جب کہ تُم دُنیا کی عدالت کرو گے تو کیا تُم چھوٹی سے چھوٹی باتوں کی عدالت کرنے کے لائق نہیں؟ کیا تُم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کی عدالت کریں گے تو کتنا زیادہ دُنیوی چیزوں کی؟ (1 کرنتھیوں 3-6:2)

یہاں پولوس مسیحیوں سے انصاف کی اُمید رکھتا ہے؛ وہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انصاف کریں۔ پولوس نے خود کچھ انسانوں کو "بیوقوف" (غلاطیوں 3:1)، "کُتے" اور "بُرے کام کرنے والے" (فلپیوں 3:2)، ساتھ ہی ساتھ "مُقدس" کہا ہے۔

لیکن اخلاقی لاادری کی کیا ترغیب ہے جو ہمیں دوسروں کا انصاف نہ کرنے پر اکساتی ہے اور ایسا کرنے کی مذمت کرتی ہے؟ یہ فیس رسائی یا صبر

نہیں ہے۔ ایک ترغیب بالکل واضح ہے: اخلاقی لاادری انصاف کو خُود کرنا چاہتی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ اگر کسی کو دوسروں کا انصاف کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو پھر وہ خُود انصاف کرے گی۔ پولوس رومیوں 1 میں واضح کرتا ہے کہ گنہگار سچ کو (جس کو وہ فطری طور پر جانتے ہیں) بے انصافی میں کُچل دیتے ہیں، اِس لئے کہ وہ خُدا کو اپنے علم میں نہیں رکھنا چاہتے، کیونکہ خُدا کا غضب ساری خُدا پرستی اور بے انصافی کے خلاف آسمان سے ظاہر ہوا ہے۔ انسان، ''خُدا کے راست رائے کو جانتے ہوئے، جو اِن جیسی چیزوں کو عمل میں لاتے ہیں موت کے لائق ہیں، وہ صرف یہی نہیں کرتے بلکہ اُن کی بھی تصدیق کرتے ہیں جو ایسا کرتے ہیں''۔ انصاف کو بھگانے کیلئے اخلاقی رائے پر قتویٰ گنہگاروں کی ناکام کوشش ہے۔

پولوس نے کہا ہے کہ اخلاقی مادہ پرستی بے کار ہے، بے شک کوئی دوسروں کے گنہگار اعمال کی مذمت کرے یا تصدیق کرے:

پس اَے انسان تُو جو عیب لگاتا ہے۔ تُو کوئی کیوں نہ ہو۔ تیرا کُچھ عُذر نہیں۔ کیونکہ جس بات میں تُو دوسرے پر عیب لگاتا ہے اُسی کا تُو اپنے آپ کو گنہگار ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ تُو خُود بھی وہی کام کرتا ہے جس کا عیب تُو لگاتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والوں پر خُدا کی عدالت حق کے موافق ہوتی ہے۔ اَے اِنسان تُو جو ایسے کام کرنے والوں پر عیب لگاتا اور خُود بھی کرتا ہے۔ کیا یہ خیال کرتا ہے کہ تُو خُدا کی عدالت سے بچ نکلے گا؟ (رومیوں 3-2:1)

ایک ترغیب جو اخلاقی مادہ پرستی کے پیچھے ہے وہ اپنے عزیز گُناہوں کیلئے خُدا کے انصاف سے بھاگنا ہے۔ اِس کا مقصد بے ندامت گنہگاروں کو بغیر مذمت اور بغیر سزا کے بھاگ جانے کی اجازت دینا ہے۔ جب ایک اخلاقی لاادری دلیل دیتا ہے کہ ہمیں اچھے اور بُرے کا انصاف نہیں کرنا چاہیئے تو اُس کی نصیحت کی جب پیروی کی جاتی ہے تو اِس کا فائدہ صرف بُرائی کو ہوتا ہے اور یہ اچھے کو نقصان پہنچاتی ہے۔ راست معاملے کا انصاف کرنے کو ترک کرنا کوئی غیر جانبداری یا صبر نہیں ہے؛ یہ اچھائی پر ایک حملہ اور بُرائی کیلئے ایک اجازت ہے۔

اِس کے ساتھ ساتھ اِس سے متعلقہ مگر تھوڑی سی مختلف ترغیب بھی ہے: جب کوئی شخص ایک رائے قائم کرتا ہے، تو وہ رائے اُس کے اپنی عادتوں، اُس کی اپنے معیار کو ظاہر کرتی ہے اور اُس کو دوسروں کے سامنے رائے دہی کیلئے کھڑا کرتی ہے۔ اگر ایک آدمی فیصلہ نہیں کرے گا، تو اخلاقی لاادری خیال کرتی ہے کہ پھر وہ اپنی عادتوں کو ظاہر نہیں کرے گا تو اِس طرح وہ دوسروں کی رائے سے بری ہو جائے گا۔ بائبل کے اصُولوں کا بیان کہ ایک بندہ فیصلہ کرنے میں اپنی عادتوں کو ظاہر کرتا ہے متی کی انجیل میں ملتا ہے:

ایک بار پھر انجیل تعلیم دیتی ہے کہ اخلاقی لاادری انصاف کو ترک کرنے سے انصاف کو بری نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ انصاف کرنے کو رد نہیں کر سکتی۔ ذی شعور مخلوق لازماً انصاف کرتی ہے، اور ہم سب اِس تمام انصاف، ہمارے بولے گئے الفاظ اور جو سوچیں ہم نے سوچیں کی جواب دہی کے تابع ٹھہرتے ہیں۔ اخلاقی لاادری اخلاقی رائے کی مذمت کرتی ہے کیونکہ وہ اپنے گناہوں کی ذمہ داری سے بری ہونا چاہتی ہے۔ وہ خُدا یا کسی اور کے سامنے جواب دِہ نہیں ہونا چاہتی۔ وہ خُود کیلئے ایک قانون بننا چاہتی ہے، ایک پوری طرح غیر ذمہ دار اور ایک پوری طرح غیر قانونی مخلوق بننا چاہتی ہے۔

کالا، سفید اور خاکستری

اخلاقی مادہ پرستی جو ایک نہایت ہی سادہ شکل اختیار کرتی ہے وہ اِس بیان میں موجود ہے کہ: ''یہاں کوئی کالا اور سفید نہیں ہے صرف خاکستری سائے ہیں''؛ اور ''ہر بات کے دو پہلو ہیں''۔ اخلاقی دُھندلا پن جو ہم نے بتایا ہے ہر چیز پر لاگو ہوتا ہے: اشخاص، خیالات، اعمال، واقعات، اصُولوں، تحریکوں، اور تنظیموں نیز ہر اخلاقی پہلو پر۔ ''یہاں کوئی کالا اور سفید نہیں ہے'' یہ علمیاتی جھوٹ کا اخلاقی جوڑ ہے: ''ساری سچائی متعلقہ ہے''۔ در حقیقت اخلاقی بیان منطقی طور پر علمیاتی بیان پر منحصر ہے، یعنی اخلاقی انصاف عمدہ انصاف کی ایک قسم ہے۔ مایوسی سے دونوں بیانات تضاد ہیں۔ یہ بیان کہ ''ساری سچائی متعلقہ ہے'' ایک غیر مشروط سچ کا دعویٰ ہے، اِسی طرح تمام لوگوں کیلئے ہر وقت سچ خُود سے تضاد پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ

سچ ہے کہ ''ساری سچائی متعلقہ ہے'' اور یہ سچائی ہے، تو پھر یہ جھوٹ ہے کہ ''ساری سچائی متعلقہ ہے''۔ دوسری طرف اگر سچ غیر مشروط ہے تو پھر یہ جھوٹ ہے کہ سچائی متعلقہ ہے۔ یہ بیان کہ ''ساری سچائی متعلقہ ہے'' ہر معاملے میں جھوٹ ہے۔ اسی طرح اگر یہ سچ ہے کہ ''یہاں کوئی کالا اور سفید نہیں ہے'' تو پھر یہاں کوئی خاکستری نہیں ہو سکتا، کیونکہ خاکستری کالے اور سفید کے آمیزے سے ہٹ کر کچھ نہیں۔ جو یہ رٹتے ہیں کہ ''یہاں کوئی کالا اور سفید نہیں ہے'' اِس بیان کو سفید سمجھنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ یہ ایک صحیح بیان ہے کسی بھی غلطی اور برائی کے بغیر۔ اگر یہ بیان بذاتِ خود خاکستری ہوتا تو پھر یہ جزوی طور پر خاکستری ہوتا اور کسی کو اس پر یقین کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ''یہاں کوئی کالا اور سفید نہیں ہے، صرف خاکستری سائے ہیں'' یہ ارادہ نہیں کرتے کہ یہ بیان ایک بُرا بیان ہے یا جھوٹا بیان ہے یا صحیح اور غلط کا آمیزہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس کو سفید لیں حالانکہ وہ سفید کے وجود کو ترک کرتے ہیں۔ مستعار سے ادبی زبان پر آئیں تو اگر یہاں کوئی اچھے یا بُرے نہ ہوتے، کوئی صحیح یا غلط نہ ہوتے، کوئی سچ یا جھوٹ نہ ہوتے تو یہاں ادبی طور پر کچھ نہ ہوتا۔ یہی اصول کارفرما ہوتا کہ ''یہاں صرف خاکستری سائے ہیں''۔

اِس سے پہلے کہ کوئی کسی شخص، کسی تصور یا کسی عمل کو ''خاکستری'' کے طور پر جانچے یا انصاف کرے (جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ رائے دینے کو ترک نہیں کیا جا سکتا؛ سوال صرف یہ ہے کہ آیا کوئی صحیح طور انصاف کر رہا ہے کہ نہیں)، یعنی اس سے پہلے کہ کوئی حسبِ قانون یہ نتیجہ نکالے کہ یہ اچھائی اور بُرائی کا ایک آمیزہ ہے وہ شخص، واقع یا عمل میں ضرور امتیاز کرے اور ایسے ہی ان کا انصاف کرے۔ لیکن اگر کسی نے پہلے ہی شعور اچھائی اور بُرائی مٗیں امتیاز کر لیا ہے تو پھر یہ کہنے میں کوئی ممانعت نہیں کہ یہاں صرف خاکستری ہے۔ یعنی ایک جھوٹ ایسے کالا ہے جیسے کوئی تصور کر سکے۔ نہ ہی کچھ ممانعت ہے کسی بُرائی کا اچھائی کے ساتھ انتخاب کرنے میں، نہ ہی سچ کو خاکستری کہہ کر بھدا کرنے میں، نہ ہی بُرے کو خاکستری کہہ کر نظر انداز کرنے میں۔ اگر یہ کہنے سے کہ ''ہر بات کے دو پہلو ہوتے ہیں''، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ کسی معاملے کو طے کرنے سے پہلے تمام دلیلوں کو سُننا عقلمندی اور مناسب ہے تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔ . . . لیکن یہ نہیں کہ اس بات کو کہنے والوں کا عام طور پر کیا مطلب ہے۔ ان کا یہ مطلب ہے کہ ہر بات کے دو پہلو ہوتے ہیں اور ہر پہلو صحیح ہے۔ یہاں کوئی صحیح یا غلط نہیں ہے؛ یہاں صرف ''صحیح'' اور ''صحیح'' ہی ہے۔ یہاں کوئی سچ یا جھوٹ نہیں ہے؛ یہاں صرف ''سچ'' اور ''سچ'' ہے۔ ہمیں کسی بھی چیز کا اچھا یا بُرا، صحیح یا غلط کے لحاظ سے انصاف کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ ہر چیز کے دو پہلو ہیں۔

اخلاقی لاادر، اپنے ماہر مذہبی تعلیم عم زادوں کی طرح اپنی مادہ پرستی کو وقتی طور پر بیان نہیں کرتے؛ وہ تحمل کے ساتھ نہیں کہتے، ''میں نہیں جانتا''، کیونکہ یہ ان کی جہالت کا صاف اقرار ہے۔ دراصل یہ ان کا اپنے معرفتِ کُل پر فخر ہے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ کہتے ہیں (ان کے الفاظ کا ان کے حقیقی معنوں میں ترجمہ) عام طور پر کافی بلند آواز اور واضح ہے، ''کوئی نہیں جانتا، اور کوئی نہیں جان سکتا''۔ وہ اپنی مادہ پرستی پر بہت زیادہ اصولی ہیں۔ وہ کسی پر الزام لگانے پر بہت فخر کرتے ہیں جو فخر اور غرور کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ عام طور پر وہ یہ کہتے ہوئے مداخلت کرتے ہیں کہ ''تم سفید اور کالے کے لفظوں میں نہیں جانتے، کیا تم جانتے ہو؟ اور اِس طرح کے حملے کا شکار اگر اپنے علمیاتی اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں پُراعتماد ہے، وہ لاادر کی پُراعتماد روائی سے بار بار دھمکایا گیا ہے جو کسی اختلاف کو بہت واضح، کسی اصول کو غیر مشروط طریقے سے بیان کر رہے ہوتے ہیں وہاں کوئی کالا یا سفید نہیں ہے یعنی کوئی بیوقوف ہی ہوگا جو اسے نہیں جانے گا۔ دھمکائے جانے کی بجائے شکار ہونے کو کیا کرنا چاہیئے۔ لاادری اختلاف کا ادبی زبان میں ترجمہ کرے: ''تم صحیح اور غلط کے کلمات میں نہ سوچو، کیا تم سوچتے ہو؟'' یا ''تم اچھے اور بُرے کے لحاظ سے نہ سوچو، کیا تم سوچتے ہو؟'' یا ''تم اچھے اور بُرے میں امتیاز کرنے کی کوشش نہ کرو، کیا تم کرتے ہو؟'' یا ''تم اچھے اور بُرے میں فیصلہ کرنے کی جرأت نہ کرو، کیا تم کرتے ہو؟'' جب فرسودہ اختلاف کو واضح ادبی انگریزی میں ترجمہ کریں تو کوئی بھی یہ سمجھنا شروع ہو جاتا ہے کہ اخلاقی خاکستری کا تصور کتنا بُرا

اخلاقی مادہ پرستی کا ہے۔ یہ اچھے انسان نہیں ہیں جو اِس طرح کا تصور کرتے ہیں؛ یہ وہ ہیں جو اپنے گناہوں کو عزیز رکھتے ہیں اور محض اپنی ملامت کو ترک کرنا چاہتے ہیں۔ مذہبی تعلیم کی مادہ پرستی اخلاقی مادہ پرستی کی طرح آزاد حالت نہیں ہے؛
یہ بھیس بدلی ہوئی برائی ہے۔ لایقینی رقص نقابی جیسے جہالت؛ گناہ کی رقص نقابی جیسے غیر جانبداری۔ 17

خاموشی کا گناہ

چونکہ مسیحیوں کو حکم دیا گیا کہ خُدا کے لکھے ہوئے کلام سے تمام چیزوں کا جائزہ لیں، اِس لئے اُسے ایسا کرنے کیلئے تیار ہونا چاہیئے۔ انسانوں کا خوف، اخلاقی مادہ پرستی کا عقیدہ اور انصاف کی مشہور ملامت اُس پر ظاہر نہیں کرتی کہ دُنیا کے ساتھ متفق ہو یا خاموش رہے۔ جب کبھی مسیحی کو ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑے جس میں بائبل یا عقیدے پر حملہ ہوا ہو تو وہ ضرور بولے۔ وہ کیسے بولے یہ حالات پر منحصر ہے لیکن وہ بولے یہ اُس کی ذمہ داری ہے۔

دیکھو میں تمہیں بھیڑوں کی مانند بھیڑیوں میں بھیجتا ہوں۔ پس تُم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بھولے ہو۔۔۔ جو کچھ مَیں تمہیں اندھیرے میں کہتا ہوں اُجالے میں کہو اور جو کچھ تم کان میں سنتے ہو۔ کوٹھوں پر اُس کی منادی کرو۔ اور اُن سے مت ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں پر جان کو قتل نہیں کر سکتے بلکہ اُسی سے ڈرو۔ جو جان اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے۔۔۔۔ اِس لئے جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اقرار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے اُس کا اقرار کروں گا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا انکار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے اُس کا انکار کروں گا۔ (متی 10)

چند حالات میں، ایک سادہ اختلاف، جیسا کہ ''یہ وہ نہیں ہے جو بائبل کہتی ہے'' یا ''یہ بیان درست نہیں ہے''، کافی ہو سکتا ہے۔ دوسرے حالات مزید جوابات، تردید، اور جُھٹلاؤ مانگیں گے۔ لیکن تمام حالات جن میں مسیحی کی موجودگی میں ایمان کو خطرہ لاحق ہو، مسیحی کو ضرور بولنا چاہیئے۔ وہ خاموش رہ کر، رضامندی اور ناراضگی کا اظہار کئے بغیر غیر جانبدار حالت نہیں اپنا سکتا، کیونکہ جب جُھوٹ سکھایا جائے اور سچ کو ترک کیا جائے تو خاموش رہنا غیر جانبداری نہیں ہے۔ یہ جُھوٹ اور سچائی سے غداری کے ساتھ اتحاد ہے۔ ایسے حالات میں خاموشی با آوازِ بلند بولتی ہے: ''صحیح اور غلط کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے؛ سچ اور جُھوٹ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے''۔ جب غلط سکھایا جائے اور سچ کو ترک کیا جائے تو اختلاف کرنے میں ناکامی ایسی ہے جیسے غلط اور سچائی کے ساتھ برتاؤ کہ وہ ایک ہی ہوں کے ذریعے غلطی کو نظر انداز کرنا۔ اگر مسیح کو خطرہ لاحق ہو اور مسیحی خاموش رہے تو اُس نے اپنی غیر جانبداری قائم نہیں کی، اُس نے مسیح کو نظر انداز کیا۔

یہ تاکیدی ہے کہ نہ صرف جانیں، شعور حاصل کریں اور انصاف کریں بلکہ ساتھ ساتھ بولیں؛ نہ صرف بائبل کے اُصولوں کو تمام سوچوں اور اعمال پر لاگو کرنا درکار ہے بلکہ اُس رائے کا بھی اظہار کرنا جب بائبل سے متعلقہ تصورات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اور نہ صرف ہماری رائے کا اظہار درکار ہے بلکہ ساتھ ساتھ اِس کا دفاع کرنا۔ لوتھر نے لکھا:

مسیح کا اعتراف مسیحی کی زندگی میں سب سے اہم سرگرمی ہے؛ اِس پر ہر کوئی زندگی اور عضو، اشیاء اور عزت کی منصوبہ بندی کرے۔ بُرے جذبات اُس پر شدید چڑھائی نہیں کرتے جو ٹھیک طریقے سے سوچتا ہے اور گوشہ نشینی اور اپنی ذات میں میں اچھی زندگی گزارتا ہے۔ لیکن نکل کر باہر آنا اور پھیلانا، اعتراف کرنا، تبلیغ کرنا اور کسی کے ایمان کی تعریف کرنا دوسروں کی اچھائی کیلئے بھی وہ ہے جو وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ 18

ایمان کے دفاع میں ایک مسیحی اپنی توجہ اِس پر رکھے کہ سب سے اہم کیا ہے: عقیدہ اور تصورات۔ وہ ذاتی حملوں کے ذریعے اپنے آپ کا غلط خاکہ نہ بنائے، خود کا یا اپنی طرف سے دوسروں کا۔ دوبارہ لوتھر:

میرا تعلق زندگی کے ساتھ نہیں بلکہ عقیدے کے ساتھ ہے۔ بُری زندگی خُود کو چھوڑ کر زیادہ نقصان نہیں پہنچاتی۔ لیکن بُری تعلیم زمین پر بہت مہلک

چیز ہے، کیونکہ یہ رُوحوں کے میزبانوں کی دوزخ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ بے شک آپ اچھے ہیں یا بُرے اِس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں لیکن میں تمہاری خطرناک اور جھوٹی تعلیم پر حملہ کروں گا جو خُدا کی کلام کی تردید کرتی ہے اور خُدا کی مدد کے ساتھ میں پُرزور طریقے سے اِس کی مخالفت کروں گا۔ 19

کیوں ہمیں ہمیشہ ادراک کرنا چاہیئے اور ہمیشہ بولنا چاہیئے اِس کی ایک اور وجہ ہے: اچھے اور بُرے، سفید اور کالے، سچ اور غلط کے درمیان تیزی سے لکھی گئیں سطور نہ صرف اُن کی بہتری کیلئے مہلک ہیں جو ہمیں سُنیں گے بلکہ ہماری اپنی ذات کیلئے بھی۔ اگر ہم رائے کا مظاہرہ کرنے میں ناکام ہو جائیں تو ہم قدرتی طور پر پیدا ہوئے گنہگاروں کی طرح واپس اخلاقی دھندلکے میں چلے جاتے ہیں جس میں تمام اصول اور اعمال خاکستری ہیں۔ ''سخت غذا''، عبرانیوں کا لکھنے والا کہتا ہے، ''بالغوں کیلئے ہوتی ہے یعنی اُن کے لئے جن کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں'' (5:14)۔ اگر ہم اپنے حواس کا استعمال نہ کریں (یعنی اپنی ذی عقل صلاحیتوں کا، نہ کہ اپنی ناک یا کان)، تب ہم یہ امتیاز کرنے کے قابل نہیں ہوں گے کہ صحیح سے غلط بتائیں، سچ سے جُھوٹ، اچھائی سے بُرائی۔ انصاف کرنے اور رولنے سے ناکامی میں ہم نہ صرف مسیح کو نظر انداز کرتے ہیں بلکہ اپنے پڑوسی کو اور اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اپنی ذی عقل صلاحیتوں کا مظاہرہ نہ کرنا ہماری ترقی اور مسیحی کے طور پر بڑھنے میں ناکامی اور رُکاوٹ ہے۔ ہم صحیح سے غلط کو بتانے کی صلاحیت کو کھو دیتے ہیں۔

17 لادوقیہ کے گرجا گھر کا گناہ اِس قسم کا نظر آتا ہے: ''اور لادوقیہ کی کلیسیا کے فرشتے کو یہ لکھ کہ جو آمین اور سچا اور حقیقی گواہ ہے اور خُدا کی خلقت کی ابتدا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں کہ تُو نہ سرد ہے اور نہ گرم اس لئے میں تُجھے اپنے مُنہ سے نکال پھینکنے پر ہُوں'' (مکاشفہ 3:14-16)۔

18 لوتھر کیا کہتا ہے، پلاس، مدون، 597۔

19 لوتھر کیا کہتا ہے، 1224۔

تعاون کا گناہ

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، افعال میں سے ایک بنیادی فعل ذی عقل دماغ کا جاننا ہے۔ جاننے کیلئے جو چیزیں مختلف ہیں اُن میں فرق کرنا اور علیحدہ کرنا درکار ہے۔ منطق کے قوانین 'اے' اور 'ن۔اے' کا شعور شامل کرتے ہیں، جبکہ 'اے' کسی لفظ اور کسی چیز کو ظاہر کرتا ہے۔ شناخت کا قانون، اے ہے اے ایک چیز بذاتِ خُود ہے۔ جس کیلئے ہمیں ایک چیز کی شناخت کرنا درکار ہے۔ تضاد کا قانون، اے اور ن۔اے دونوں نہیں ہیں ایک لفظ، کچھ مطلب لینے کیلئے، ضرور کچھ مطلب نہیں ہے۔ . . کیلئے درکار ہے کہ کسی چیز اور تمام دوسری چیزوں کے درمیان امتیاز کریں۔ درمیانی نکالنے کا قانون، یا اے یا نہ۔اے، ''مسلسل سوچ'' نکالنا اور اخلاقی خاکستری کی دلدل ہے۔ منطق جاننے اور شناخت کرنے میں ناگزیر ہے۔

جو کچھ ہم نے اوپر شعور کی کمی، علم کی کمی، انصاف کی مذمت اور اخلاقی خاکستری کے بارے میں کہا وہ گرجا گھروں اور معاشرے میں رائج ہے بہت ہی عملی مسائل پر لاگو ہوتا ہے: کوئی کونسے گرجا گھر میں جائے اور شامل ہو، اگر کوئی چاہے؟ کونسے خیراتی اداروں کی معاشی طور پر مدد کی جائے، اگر کوئی چاہے؟ کس کے ساتھ ہم منادی میں تعاون کریں، اگر کوئی چاہے؟ سیاسی عمل میں؟ بہت سے لوگ اِن سوالوں کے بارے میں نہیں سوچتے۔ یہ تصور کہ یہاں کچھ بائبل کے نظریاتی اُصول ہیں جو عملی فیصلے کرنے میں مدد دیتے ہیں یہ بہت سے لوگوں کیلئے خارجی ہیں۔ اُنہوں نے عملی نظریہ اختیار کیا: جو کوئی بھی کام کرے۔

اگر یہ سچ تھے کہ یہاں کوئی کالا اور سفید نہیں ہیں بلکہ صرف خاکستری سائے ہیں، اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی کونسے گرجا گھر میں شامل ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ جو اپنے گرجا گھر میں تعلیم دیئے گئے عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں بتاتے ہیں ''یہاں کوئی کامل گرجا گھر نہیں ہیں، اِس لئے

تمہیں شاید یہاں رُکنا چاہیئے"۔ کیا تُم میرے عزیز پڑھنے والے اِس بیان کے عقیدے "صرف خاکستری سائے" کو جانتے ہو؟ یہ ایسے ہے جیسے کہ کوئی دلیل دے، کہ "یہاں کوئی کامل عورتیں (یا مرد) نہیں ہے، اِس لئے اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تُم کس سے شادی کرو"۔ یا "یہاں کوئی خالص غذا نہیں ہے، اِس لئے اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تُم کیا کھاؤ"۔ یہ دلیل کہ "کوئی کامل گرجا گھر نہیں ہے" ایک تبدیلی ہے "صرف خاکستری سائے کی دلیل" سے۔ یہ اِس ارادے سے تیار کی گئی کہ گرجہ گھر کے عقیدے کا امتحان لینے سے پرہیز کیا جائے، اور گرجا گھر کی تعلیم میں سچائی اور غلطی کو جاننے سے روکا جائے۔ بہت سے لوگوں نے اِس دلیل کو اپنایا۔ جن لوگوں نے ملازموں کو کام پر لینے اور غذا کھانے میں بیوقوفی سے عمل کرنے کا نہیں سوچا ہو گا وہ گرجا گھر کے دروازے پر اپنی صدری کے ہمراہ اپنے ذہن کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمیں صدیوں یہ بتایا جاتا تھا کہ مسیحت دِل کا معاملہ ہے، بہت سارے مسیحی اپنا دماغ استعمال نہیں کرتے۔ 20 ہم مذہب میں بیوقوفی اور غلطی کو شاباش دیتے ہیں جیسے سعادت مندی یا سچی رُوحانیت یا مذہبی تعلیم کی فضیلت ہو۔ یہ اِس قسم کی نہیں ہے۔ مذہب میں بیوقوفی کاروبار یا خاندان میں بیوقوفی سے بھی بڑا گناہ ہے۔ مذہبی معاملات میں حصہ داری بہت زیادہ بڑی ہے بانسبت مالیات کے معاملے میں۔

اب یہاں اُصول ہیں، بائبل کے اُصول جو دوسروں کے ساتھ اشتراک اور تعاون پر میرے اُوپر اُٹھائے گئے سوالوں کا جواب دیں گے۔ پہلا اُصول یہ ہے: کسی مسیحی یا غیر مسیحی کے ساتھ ایک غیر مسیحی مقصد کیلئے تعاون نہ کرو۔ "غیر مسیحی مقصد" سے میرا کیا مطلب ہے؟ یہ ایک اُمید یا منزل ہے جو واضح طور پر مسیحی نہیں ہے اور جیسے کسی تنظیم کی طرف سے بیان کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر سمندری طوفان کے متاثرین کو امداد دینا ایک غیر مسیحی مقصد ہے، اگر یہ امداد انجیل کے ہمراہ یسوع مسیح کے نام میں نہیں دی گئی۔ مسیح نے یہ نہیں کہا کہ یہ ٹھنڈے پانی کا کپ دینا ہے جو اچھا ہے بلکہ "مسیح کے نام میں" 21 ٹھنڈے پانی کا کپ دینا۔ مقصد واضح طور پر مسیحی ہے۔ اب ہمیں شہری ہونے کی حیثیت سے حاکموں کے ساتھ ضرور تعاون کرنا چاہیئے، اگر وہ ہمیں ایک میل جانے کا کہیں تو ہمیں ایک میل اس سے بڑھ کر جانا چاہیئے۔ 22 ملازموں کو درس دیا گیا کہ اپنے مالکوں کی تابعداری کریں۔ 23 یہ وہ واقعات ہیں جن میں شراکت ضروری ہے۔ خاندانوں میں مسیحی شریک زندگی کو غیر مسیحی شریکِ زندگی کو نہیں چھوڑنا ہوتا، بلکہ اُس کے ساتھ اشتراک کرنا ہوتا ہے۔ شادی کا معاہدہ قانونی اور اخلاقی طور پر بندھن ہے۔ بچوں کو تابعداری کرتے ہوئے غیر مسیحی والدین کے ساتھ اشتراک کرنا پڑتا ہے۔ ملازموں کو مالک کی تابعداری کرنی پڑتی ہے۔ حتیٰ کہ اِن حالات میں اشتراک صرف اُن مقاصد تک بڑھتا ہے جو گنہگارانہ نہیں ہیں۔ اگر ایک حاکم، ایک شریکِ زندگی، ایک مالک، یا والدین میں سے ایک کسی کو حکم دے کہ کچھ گنہگارانہ کرے تو اِس کو ماننا پڑتا ہے اشتراک کو ترک کرنے کیلئے۔

معیشت میں، مسیحی جب تجارت میں لگ جاتے ہیں تو کسی کے ساتھ بھی اشتراک کرنے کیلئے آزاد ہوتے ہیں؛ اُن کو یہ درکار نہیں ہوتا کہ صرف دوسرے مسیحیوں کے ساتھ ہی تجارت کریں۔ یہ بُتوں کو گوشت کی پیشکش کے بارے میں پولوس کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ لیکن اشتراک اور تعاون دو مختلف چیزیں ہیں۔ معاشی منڈی میں ایک بندہ روزانہ لوگوں کے ساتھ اشتراک کرتا ہے جسے جانتا بھی نہیں۔ اشتراک کیلئے دوسروں کے ساتھ واقفیت بھی درکار نہیں ہے صرف مقصد پر اتحاد کی ضرورت ہے۔ خریدار اپنے اچھے کیلئے پہناوا خریدنے کا ارادہ کرتا ہے۔ بیچنے والا پہناوا بیچنے کا ارادہ کرتا ہے۔ . . . اپنے اچھے کیلئے۔ خُدا نے منڈی کی معیشت کا ایسا ڈھانچہ تیار کیا ہے کہ مہیا کرنے والا اور صارف ایک دوسرے کو بغیر جانے ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک کرتے ہیں بے شک اُن کے مقاصد اتنے مختلف ہوں جیسے رات اور دِن۔ یہاں معیشت میں محنت کی ایسی تقسیم ہے کہ ہر شخص

20 یقیناً بائبل دِل اور دماغ کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ دیکھیں "گرجا گھر کا خط"۔

21 اِس لئے جو کوئی میرے نام پر تمہیں ایک پیالہ پانی پینے کو دے اِس لحاظ سے کہ تُم مسیح کے ہو۔ مَیں تُم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنے اجر سے محروم نہ

رہے گا'' (مرقس 9:41)

22 متی 5:41۔

23 کلسیوں 3:2۔

فائدہ اُٹھاتا ہے، بے شک وہ اُن بہت سے لوگوں کو نہ جانتا ہو جن کے ساتھ اشتراک کرتا ہے۔

فائدہ اُٹھاتا ہے، بے شک وہ اُن بہت سے لوگوں کو نہ جانتا ہو جن کے ساتھ اشتراک کرتا ہے۔

تعاون کو اشتراک کے برعکس مقصد کے اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بندہ ایک بڑی سیاسی اور سماجی تنظیم میں انجان اشخاص کے ساتھ تعاون بھی کر سکتا ہے لیکن صرف مشترکہ مقاصد کیلئے۔ تعاون پر یہ اُصول کارفرما ہے: کہ ایسے مقصد، منصوبے یا تنظیم میں تعاون نہ کرو جس کا ایک غیر مسیحی مقصد ہو۔ ہم غیر مساوی طور پر غیر مومنوں کے ساتھ نہیں جُڑے ہوئے۔

تُم غیر مومنین کے ساتھ ناہموار جُوئے میں نہ جُتو۔ کیونکہ صداقت اور غیر صداقت میں کیا شراکت ہے؟ یا روشنی کا تاریکی سے کیا میل؟۔ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کونسی مُوافقت ہے؟ یا مومن کا غیر مومن سے کیا واسطہ؟۔ اور خُدا کی ہیکل کو بُتوں سے کونسی مُناسبت ہے؟ ۔ ۔ ۔ اِس لئے خُداوند فرماتا ہے تُم ان میں سے نکل کر جُدا رہو۔ (2 کرنتھیوں 6:14-17)

غور کریں یہ بنیادی وجہ ہے کہ مسیحی غیر مساوی طور پر غیر مومنوں کے ساتھ نہیں جُڑے ہوئے: روشنی اور تاریکی، صداقت اور غیر صداقت، مسیح اور بلیعال میں کچھ ایک جیسا نہیں ہے۔ یہاں یہ وجہ ہوگی کہ تعاون کا نہ ہونا شخصی جھگڑوں کو نظر انداز کرنے کیلئے نہیں، بلکہ کیونکہ سوچنے کا نظام جس سے مومن اور غیر مومن تعلق رکھتے ہیں ہر دوسرے سے متضاد ہے۔ اب مومن اور غیر مومن دونوں کیونکہ بعض اوقات اپنے بنیادی عقائد کے ساتھ منطقی طور پر غیر موافق ہوتے ہیں، مشترکہ طور پر کچھ نظریات رکھ سکتے ہیں؛ دونوں شاید خُدا پر ایمان لائیں، مثال کے طور پر۔ یعقوب بتاتا ہے کہ بُھوت ایک خُدا پر یقین کرتے ہیں، اور وہ کانپتے ہیں۔ لیکن مسیحی آزاد نہیں کہ عالمگیر مقاصد کیلئے بنی ہوئی تنظیموں میں شامل ہو سکیں کیونکہ بُھوت توحید پرست ہوتے ہیں، اگرچہ کچھ موجودہ مذہبی مصنفوں نے کافروں کی مخالفت کیلئے تمام توحید پرستوں کے اتحاد کی وکالت کی ہے 24۔ یہ نظریات کی ایک دوسرے پر عارضی چڑھائی نہیں ہے جو اہم ہے بلکہ ایک مُختلف سوچنے کا نظام اہم ہے جس سے مومن اور غیر مومن تعلق رکھتے ہیں جس کے لئے اُن کا الگ رہنا درکار ہے۔

غیر تعاون کا اُصول متصور ہے کہ مسیحیوں کو کسی ایسے گرجا گھر میں جانا یا شامل نہیں ہونا چاہئے جو خُدا کی ساری پروردگاری پر یقین نہیں رکھتے اور اس کی تعلیم نہیں دیتے۔ مسیحیوں کو اپنے وقت یا اپنے وسائل میں سے کسی ایسے گرجا گھر یا تنظیم میں حصہ نہیں ڈالنا چاہئے جو بائبل پر یقین نہیں رکھتی، خاص طور پر واحد ایمان کے ذریعے تائید کے عقیدے پر۔ ۔ ۔ ۔ اور جو خیراتی، تعلیمی، سیاسی اور سماجی تنظیموں پر مشتمل ہو۔ مسیحی جو بھی کریں یہ مسیح کے نام پر ہو۔ کسی ایسے مقصد کیلئے اپنا وقت یا رقم دینا جو واضح طور پر مسیحی نہیں یہ غیر تعاون کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔

پُرانے عہد نامے کے قوانین علیحدگی کے قانون کو سکھانے کی کوشش کرتے ہیں غیر تعاون بہت سے طریقوں سے عبرانیوں کو: نہ دوغلے بیج، نہ مخلوط کپڑے، نہ غیر مومنوں کے ساتھ شادیاں وغیرہ۔ یہ اسباق وقتاً فوقتاً ناکام ہوگئے۔ بہت سے عبرانی غیر تعاون کی مذہبی وجہ ڈھونڈنے میں ناکام ہوگئے۔ تین ہزار سال بعد تک بھی بہت سی مذہبی وجہ سمجھنے میں ناکام ہوئے ہیں۔ خُدا تخلیق سے علیحدہ ہے؛ وہ افضل ہے۔ خُدا پاک ہے اور وہ ایک پاک کی خواہش کرتا ہے۔ ۔ ۔ یعنی، ایک الگ ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ۔ پُرانے عہد نامے میں علیحدگی سیاسی اور جسمانی ہے؛ نئے عہد نامے میں یہ نہیں ہے: یہ عقلی او آئینی ہے۔ اپنے خاندان سے دور ابرام کو بُلایا گیا تاکہ خُدا ایک نئی مخلوق بنا سکتا۔ خُدا الگ کرتا ہے:

اِس لئے تُم پاک اور ناپاک چوپایوں اور پاک اور ناپاک پرندوں میں تمیز کرو۔ اور تُم چوپایوں اور پرندوں اور اُن سے جو زمین پر رینگتے ہیں۔ جن کو مَیں نے تُمہیں ناپاک جتایا ہے۔ اپنے آپ کو پلید نہ کرو۔ اور تُم میرے لئے پاک ہو۔ کیونکہ مَیں بہت پاک ہُوں۔ مَیں خُداوند ہوں مَیں نے تُم کو قوموں سے الگ کیا ہے تا کہ تُم میرے ہو۔ (احبار 20:25-26)

آج مسیح لوگوں کو ایک ایک کرکے جغرافیائی طور پر نہیں بلکہ رُوحانی طور پر الگ کرتا ہے:

کیا تُم گمان کرتے ہو کہ مَیں زمین پر صُلح کرانے آیا ہوں؟ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ نہیں بلکہ جُدائی کرانے۔ کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آپس میں مخالفت رکھیں گے۔ تین سے دو اور دو سے تین۔ مخالفت رکھینگے۔ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے۔ ماں بیٹی سے بیٹی ماں سے۔ ساس بہُو سے اور بہُو ساس سے۔ (لُوقا 12:49-53)

یہ صرف ابرام کا خاندان نہیں ہے جو تقسیم ہوا؛ بلکہ نئے عہد نامے کے مطابق یہ تمام خاندان ہیں۔ مسیح اپنا گرجا گھر بنا رہا ہے، اور اِس کو بنانے کیلئے وہ پہلے دُنیا سے پتھر الگ کرتا ہے اور پھر ان کو ایک عمارت میں اکٹھا کرتا ہے۔ پہلے بہت سی علیحدگیاں ہو جانے کے بغیر گرجا گھر اکٹھا نہیں ہو سکتا نہ ہی یہ متحد ہو سکتا۔

آخری انصاف پر حتمی علیحدگی ہو جائے گی:

24 اِن میں سے دو مصنف جوہن پال ٹو اور پیٹر کریفت ہیں۔

جب اِبنِ انسان اپنے جلال میں آئے گا۔ اور تمام فرشتے اُس کے ہمراہ ہونگے تب وہ اپنے تختِ جلالی پر بیٹھے گا۔ اور تمام قومیں اُس کے حضُور جمع کی جائیں گی اور وہ ایک کو دُوسرے سے جُدا کرے گا۔ جس طرح چوپان بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے دائیں اور بکریوں کو اپنے بائیں کھڑا کرے گا۔ (متّی 25:31-33)

یہاں ایک اور غیر تعاون سے متعلقہ وجہ ہے: جب مسیحی غیر مسیحی تنظیموں میں غیر مسیحیوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں تو مسیحیت پھیکی پڑتی ہے یا نظر انداز ہوتی ہے، اور غیر مسیحیوں کی جُھوٹی آراء غالب آتی ہے۔ غیر مسیحی تنظیموں میں مومن اور غیر مومن کے درمیان جاری مسلسل تعاون مزید سچائی کی نظر اندازی کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ایک مشترکہ سبب جس میں مسیحی اور غیر مسیحی دونوں لگے ہوئے ہیں واضح طور پر مسیحی نہیں ہے، تو مسیحی مزید ایک غیر مسیحی سبب کیلئے کام کر رہے ہیں۔ وہ لوگ جو تنظیم کے مقصد کے ساتھ نظریات رکھتے ہیں ایک اونچی اخلاقی سطح اور ایک نفسیاتی اثر رکھتے ہیں؛ یہ مسیحی ہیں جو تنظیم کے مقصد سے بڑھ کر ہیں۔ مسیحی کو ایک غیر مسیحی مقصد کیلئے کام کرنے سے کچھ حاصل نہیں کرنا؛ غیر مسیحی کو وقت، وسائل، اور مسیحیوں کی غیر مسیحی مقاصد کیلئے شہرت کا استحصال کرنے سے بہت کچھ حاصل کرنا ہے۔ مسیحی غیر مسیحی مہم اور غیر مسیحی تصورات اور مفید مقاصد کو عزت اور ذی شعوری کا ایک احساس اُدھار دیتے ہیں۔ سب سے بدتر یہ ہے کہ خُود مسیحیت کو تصور اِس طرح کے تعاون سے گدلا، بگڑا اور گمراہ ہوئے۔ اِس طرح کی حالت سے صرف کُفر فائدہ حاصل کر سکا۔

مسیح کے مقصد کو ابہام، توڑ موڑ، غلط سمت یا بے عقلی سے کچھ حاصل نہیں کرنا۔ کیونکہ مسیحیت ایک ذی شعور مذہب ہے، ، واحد مذہب جو سچائی کی تعلیم دیتا ہے، ، یہ کچھ نہیں چھپاتا ہے۔ کُفر کو تاریکی کی ضرورت ہے؛ اِس کو ابہام کی ضرورت ہے؛ یہ خاکستری کا مطالبہ کرتی ہے؛ اِس کے پاس چھپانے کیلئے سب کچھ ہے، کیونکہ یہ بُرائی ہے۔ شیطان کا اہم کام دھوکا دینا ہے اور اُسے سچے ایمان کے ظہور کے تلے اپنے مقاصد کو چُھپانا ہے۔ دھوکہ دینا اُس کی منزل ہے؛ شیطان صداقت کے طور پر اچھا نہیں کہ تسلیم کرے کہ دھوکا دینا اُس کی منزل ہے؛ پولوس نے پُر زور دُعا کی تا کہ اُس کو پڑھنے اور سُننے والے کو دھوکہ نہ کھائیں اور وہ انجیل کی تعلیم دلیری اور وضاحت سے دیں۔ دلیری کا مطلب ہے نہ گھونسہ مارنا، نہ آدمی کا خوف، بلکہ انجیل کی سچائی کی ایک سخت فرمانبرداری۔ ہمیں یہ بھی درس دیا گیا کہ خُدا کی ساری پیروکاری کی تعلیم دیں، محض اُن حصوں کی نہیں

جنہیں چند غیر مسیحی تنظیمیں وقتی طور پر برداشت کرتی ہیں۔ مسیحت سوچنے کا ایک نظام ہے، تمہید اور نتائج کا ایک منطقی تسلسل ہے نہ کہ غیر متعلقہ، بے جوڑ اور غیر محفوظ حقائق کا مجموعہ۔ خدا کے کلام کو بھی صحیح طور لیا جائے، صحیح تقسیم کی جائے اور واضح طور پر سکھایا جائے۔ ان میں سے کوئی بھی ضرورت مسیحیوں نے پوری نہیں کی جو غیر مسیحیوں کے ساتھ غیر مسیحی مقصد کیلئے تعاون کر رہے ہیں۔ ایسے تعاون کرنے والا واضح طور پر ایسے حالات میں خدا کو کلام کو کم پیش کرتے آ رہے ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے سے اپنی حالت پر غیر مسیحی تنظیموں کے ساتھ شامل ہو کر سمجھوتہ کر لیا ہے۔ کفر، غیر عقلی مسیحت کی سچائی کے ساتھ دشمنی کر کے اور مسیحیوں کو اُلجھا کر سب کچھ حاصل کر سکتی ہے۔ جب مسیحی غیر مسیحیوں کے ساتھ غیر مسیحی مقصد کیلئے تعاون کرتے ہیں تو صرف کُفر ہے جو حاصل ہو سکتا ہے۔ اِس لئے مسیحیوں کو اپنے الفاظ کی تعریف اور بائبل کے تصورات کی غیر مشکوک مفہوم اور بالکل دُرست وضاحت کیلئے اپنے عقیدے کو صاف شفاف بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اُلجھا کر وضاحت کی کمی سے کُفر سب کچھ حاصل کر سکتا ہے؛ اور مسیحت ہر چیز ضائع کر سکتی ہے۔

یہاں یقیناً ایک اور اِمکان ہے: گمان کریں کہ مسیحی غیر مسیحیوں کے ساتھ مسیحی تنظیموں میں مسیحی مقاصد کیلئے تعاون کرتے ہیں۔ بہت سے گرجا گھر اس حالت میں ہیں: گرجا گھر اعترافی طور پر مسیحیت کا عزم رکھتے ہیں لیکن ان گرجا گھروں میں مسیحیوں کے درمیان غیر مسیحی ہیں۔ کیا غیر تعاون کے قانون یہ مطلب نکلتا ہے کہ مسیحیوں کو ایسے گرجا گھروں کو چھوڑنا چاہیئے؟ بالکل نہیں۔ ایسی حالتوں میں جہاں تنظیم کی موجودگی کا مقصد مسیحی ہے تو وہاں نہ صرف مسیحیوں کو جانا اور شامل ہونا چاہیئے بلکہ مدد اور رہنمائی بھی کرنی چاہیئے۔ چونکہ تنظیم کا مقصد واضح طور پر مسیحی ہے ایسی حالت میں یہ مسیحی ہے جو اونچی اخلاقی سطح اور نفسیاتی اثر رکھتا ہے؛ یہ غیر مسیحی ہے جو احاطے سے باہر ہے۔ ایسی حالتوں میں مسیحیت کو نیچے نہیں گرانا چاہیئے، دُنیا کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کرنا چاہیئے اور اگر کوئی چھوڑتا ہے تو وہ غیر مسیحی ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں گرجا گھر کا نظم وضبط آتا ہے۔ یقیناً اگر ہماری مسیح کے انصاف کرنے کے حکموں کو سمجھنے میں غلط رہنمائی کی جائے تو گرجا گھر کا نظم وضبط باقی نہیں رہے گا۔ مارٹن لائیڈ۔ جونز نے اِس موضوع پر معقول تبصرہ کیا ہے۔

پراٹسٹنٹ فادر کیلئے نظم وضبط گرجا گھر کا ایک نشان ہے جیسے خُدا کے کلام کی تبلیغ اور شعائرہ مقدسہ کا بندوبست۔ لیکن ہم آج نظم وضبط کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ یہ اِس جھولتے اور جذباتی تصور کا نتیجہ ہے کہ تمہیں انصاف نہیں کرنا چاہیئے اور جو کہتا ہے، ''تُم کون ہو جو انصاف کرتے ہو؟'' لیکن انجیل ہمیں ایسا کرنے کی نصیحت کرتی ہے۔

انصاف کرنے کا سوال عقیدے کے معاملے پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ یہاں سوال جُھوٹے نبیوں کا ہے جس پر ہمارے خُداوند نے توجہ دلائی۔ ہم اُن کو تلاش کرنے اور نظر انداز کرنے کا گمان کرتے ہیں۔ لیکن یہ عقیدے کے علم کے بغیر اور انصاف میں علم
کے مظاہرے کے بغیر ناممکن ہے۔۔۔۔ ''ایک آدمی جو کہ پہلی اور دوسری نصیحت کے بعد بدعت آمیز ہے''۔ تُم کیسے جانو گے کہ ایک آدمی بدعت آمیز ہے یا نہیں اگر تمہار انظریہ یہ ہے کہ جب تک ایک آدمی اپنے آپ کو مسیحی کہتا ہے تو وہ مسیحی ہوتا ہے اور تُم خیال نہیں کرتے کہ وہ کس پر ایمان رکھتا ہے؟ تو پھر یوحنا کے خط پر جاؤ، یوحنا، ''محبت کا پیغمبر''۔۔۔۔۔ اگر ایک آدمی تمہارے پاس آئے جو سچا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو تُم اُسے اپنے گھر میں مت آنے دو، تُم اُسے دُعا کا حکم نہیں دو گے اور جُھوٹے عقیدے کی مُنادی کیلئے پیسے نہیں دو گے۔ لیکن آج یہ کہنا چاہیئے تھا کہ یہ خیرات کی کمی ہے جو کہ زیادہ آداب پسند اور عیب جو ہوئی ہے۔ تاہم جدید تصور انصاف کے حوالے سے انجیل کی تعلیمات کے ساتھ سیدھا تضاد ہے۔ [25]

بدقسمتی سے بہت سے امریکی مسیحیوں نے نظم وضبط اور غیر مسیحیوں کے ساتھ غیر تعاون پر بائبل کے درس کو نظر انداز کر دیا ہے۔ انجیل سے نافرمانی کی ایک مثال و مُنادی کرنے والوں کی تحریک ہے۔ اِس نے علیحدہ کئے ہوؤں
گھٹائی کے ساتھ غیر جانبدار کہلانے والے بنیاد پرستوں کی مذہبی تعلیم کو ترک کیا اور ان کیساتھ تعاون کرنا شروع کیا جو نہ اصلاحی تھے نہ

پراٹسٹنٹ اور نہ ہی تبلیغ کرنے والے۔ مُنادی کرنے والا بائبل گرام آزاد مذہبی تعلیم، رومن کیتھولک کے ماننے والوں، اور ہر قسم کے گرجا گھر کے آدمیوں کو اپنے مسیحی جہاد میں دعوت دینے سے صدی کا بڑا نومُنادی کرنے والا بن گیا۔ اِس تعاون کے گُناہ کے نتائج ہمارے چاروں طرف ہیں: آج مسیحی نومُنادی کرنے والوں کی اول اشاعت، تحریکِ نسواں، عدمِ تقلید، آرمینیوسیت، یومِ خمیسی اور تقلید پسندی کا گرم خانہ ہے؛ مُنادی کرنے والے گرجا گھروں میں بہت زیادہ انحراف ہے؛ نومُنادی کرنے والے تعلیمی اداروں میں تحریکِ نسواں اور سماجیت کا دور دورہ ہے؛ نومُنادی کرنے والے گرجا گھر مُنادی کرنے والوں اور کیتھولک کے ماننے والے کے ذریعے روم کے ساتھ اتحاد کو ترقی دے رہے ہیں؛ رومن گرجا گھر امریکہ میں سب سے بڑا ہے اور آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے؛ اور مُنادی کرنے والے پادری روم کو معنی خیز تعداد میں نقصان دے رہے ہیں۔ نومُنادی کرنے والے سوچتے تھے کہ وہ خُدا سے زیادہ تیز ہیں اور تقلید پسند اداروں پر عبور حاصل کرنے کیلئے ان میں سرایت کرسکتے ہیں۔ غیر مسیحیوں کے ساتھ تعاون کرنے سے وہ اپنی مسیحیت کھو بیٹھے۔

نتیجہ

آج کے گرجا گھر اور عبادت گزار میں شعور کی کمی ہے کیونکہ اُن میں علم اور حکمت کی کمی ہے۔ اُن میں علم اور حکمت کی کمی کی دو وجوہات ہیں: امریکہ میں خُدا کے کلام کی مُنادی کا قحط ہے، اور گرجا گھر کے آدمی اور عبادت گزار منطق، وضاحت، تعریف اور درستگی سے نفرت کرتے ہیں۔ خُدا کے کلام کی مُنادی اور سُننے کا قحط ہے اور منطق کو حقیر سمجھا جاتا ہے کیونکہ خُدا ظاہری طور پر ہمیں تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، یا تو عارضی طور پر یا دائمی یا دونوں طرح۔ اِس حالت کو بہتر کرنے کا واحد راستہ حکمت کیلئے خُدا سے معافی مانگنے اور خُدا کو پکارنے سے جو خُود سچائی ہے کے ذریعے کُفر کے گُناہ، بے شعوری کے گُناہ، اخلاقی مادہ پرستی کے گُناہ، خاموشی کے گُناہ اور تعاون کے گُناہ سے نادم ہوتا ہے۔

اگر کوئی تم میں سے حکمت کی کمی کا شکار ہے تو خُدا کو پکارے جو سب کچھ بغیر ذلیل کئے مُفت دیتا ہے تو یہ اسے ملے گی۔ لیکن اسے بغیر شک وشبہ کے ایمان میں پکارو، کیونکہ جو شک میں پڑتا ہے وہ سمندر کی اس لہر کی طرح ہے جو ہوا سے چلتی اور اُلٹ جاتی ہے۔ لیکن وہ یہ نہ گُمان کرے کہ وہ خُدا سے کوئی چیز حاصل کرلے گا؛ کیونکہ وہ دوہرا ذہن رکھنے والا بندہ ہے جو اپنے تمام کاموں میں غیر مستحکم ہے۔

25 سٹڈیز اِن دی سرمن اون دی ماؤنٹ، 1960، II، 165-164۔